© rasailojaraid.com



# حصّہ اوّل

# خلفائے راشدین کا انتخاب

## خلافت ابوبکرؓ کا پس منظر

### ۱- امامت قریش میں ہو گی

حضور اکرمؐ نے اپنی زندگی میں ہی یہ خبر دے دی تھی کہ ان کے بعد ان کے جانشین (خلیفہ) قبیلہ قریش سے ہوں گے[1]۔ اور ساتھ ہی اس کی وجہ بھی بیان فرما دی تھی۔ اس سلسلہ میں بہت سی احادیث وارد ہیں اور امام بخاریؒ نے تو "الامراء من قریش" (کتاب الاحکام) کے عنوان سے ایک مستقل باب بھی باندھا ہے۔ چند ایک احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔

۱- الناس تبع لقریش فی ھذا الشان مسلمھم تبع لمسلمھم وکافرھم تبع کافرھم

(مسلم۔ کتاب الامارۃ باب الناس تبع لقریش والخلافۃ فی قریش)

"موجودہ صورت حال یہ ہے کہ لوگ قبیلہ قریش ہی کی پیروی کر سکتے ہیں۔ جو مسلمان ہیں وہ مسلمان قریش کی اور جو کافر ہیں وہ کافر قریش کی۔"

گویا امر خلافت کے قبیلہ قریش سے منسوب ہونے کی وجہ یہ تھی کہ عرب قبائل قریش کے علاوہ کسی دوسرے قبیلہ کی اطاعت گوارا ہی نہ کر سکتے تھے۔

آپ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ میرے بعد خلفا قبیلہ قریش سے ہوں گے اور ۱۲ خلفا تک اسلام غالب رہے گا اور یہ سب قبیلہ قریش سے ہوں گے۔

۲- عن جابر بن سمرۃ یقول سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا یزال

---

[1] یہ کوئی حکم نہیں تھا بلکہ اس کی حیثیت بھی ایسی ہی تھی جیسے آپؐ نے یہ خبر دی تھی کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت علی منہاج النبوت رہے گی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



الاسلام عزیزا الی اثنی عشر خلیفۃ ثم قال کلمۃ لم افهمها. فقلت لابی ما قال؟ فقال کلهم من قریش (صلعا ایضا) (بخاری کتاب الاحکام - باب الاستخلاف)

"جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ اسلام بارہ خلفا تک غالب رہے گا۔" پھر ایک فقرہ کہا جو میں سمجھ نہ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ نے کیا فرمایا ہے؟ میرے باپ نے کہا کہ آپؐ نے فرمایا ہے۔ یہ سب قریش سے ہوں گے۔"

علاوہ ازیں ایسے واضح اشارات بھی ملتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ خلافت انصار میں نہیں ہوگی۔ مثلاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض الموت میں جو آخری خطبہ دیا اس میں مہاجرین کو یہ وصیت فرمائی کہ انصار سے نیک سلوک کرنا۔ آپؐ نے فرمایا:

۳ - اقبلوا عن محسنهم و تجاوزوا عن مسیئهم (بخاری - کتاب المناقب باب ایضاً)

"انصار میں سے جو کوئی نیک ہو اس کی قدر کرنا اور جو برا ہو اس کے تصور سے درگزر کرنا۔"

مہاجرین سے اس طرح کی سفارش کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کو علم ہو چکا تھا کہ میرے بعد خلافت انصار کو نہیں بلکہ مہاجرین کو ملنے والی ہے۔

اسی طرح آپؐ نے انصار کو فرمایا:۔

۴ - انکم ستلقون بعدی اثرۃ فاصبروا حتی تلقونی و موعدکم الحوض۔ (بخاری - حوالہ ایضاً)

"تم کو میرے بعد ناخوش گواری پیش آئے گی۔ تو تم صبر کرنا۔ یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض کوثر پر آکر ملاقات کرو۔"

اس صبر کی تلقین سے بھی یہ واضح ہے کہ امارت انصار میں نہیں ہوگی۔ اور اس تلقین کا پس منظر یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ انصار کو بحرین کا ملک بطور جاگیر دینا چاہا تھا تو انصار نے یوں جواب دیا تھا:۔

۵ - عن انس بن مالک قال دعا النبی صلی اللہ علیہ وسلم الانصار الی ان یقطع لهم البحرین فقالوا: لا الا ان تقطع الاخوان من المهاجرین مثلها. قال: اما لا فاصبروا حتی تلقونی فانه سیصیبکم بعدی اثرۃ۔ (بخاری - کتاب المناقب - باب قول النبی للانصار اصبروا حتی تلقونی علی الحوض)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



انس بن مالک کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلایا اور ان کو بحرین کا ملک بطور جاگیر کے دینا چاہا۔ انھوں نے کہا "ہم تو اس وقت تک نہیں لیں گے جب تک کہ ہمارے مہاجرین بھائیوں کو بھی ایسا ہی ملک نہ ملے"۔ آپ نے فرمایا "اگر اب تم قبول نہیں کرتے (امارت وحکومت) تو پھر مجھ سے ملاقات تک (زندگی بھر) صبر کیے رہنا۔ میرے بعد تمھیں (امارت سے محرومی) کی ناخوشگواری پیش آنے والی ہے"۔

## ۲۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق واضح ارشادات

آپ نے قریش میں سے حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کا خیال بھی فرمایا تھا لیکن بعد میں یہ ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ مشیت خداوندی یہی تھی کہ آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی خلیفہ منتخب ہوں گے ــــ جیسا کہ آپ کے درج ذیل ارشاد سے واضح ہے۔

۱ ـ لقد هممت أو اردت ان ارسل الی ابی بکر و ابنه واعهد ان یقول القائلون ویتمنی المتمنون ثم قلت: یابی الله ویدفع المومنون او یدفع الله ویابی المومنون (بخاری ـ کتاب المرضی)

میں نے یہ قصد کیا کہ کسی کو بھیج کر ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمان کو بلا بھیجوں اور ابوبکرؓ کو اپنا جانشین کر جاؤں تاکہ میرے بعد کہنے والے کچھ اور نہ کہیں اور آرزو کرنے والے (خلافت کی) آرزو کرنے لگیں۔ پھر میں نے (دل میں) کہا۔ خود اللہ کسی اور کو خلیفہ نہ ہونے دے گا۔ نہ مسلمان اور کسی کی اطاعت قبول کریں گے۔

اسی مضمون کی متعدد روایات مسلم (باب فضائل ابوبکرؓ) میں اس طرح وارد ہیں:

۲ ـ عن عائشة قالت: قال لی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه ادعی لی ابا بکر اباک و اخاک حتی اکتب کتابا فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی الله والمومنون الا ابا بکر۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض موت کے دوران فرمایا:۔ اپنے باپ ابوبکرؓ اور اپنے بھائی (عبدالرحمان) کو بلا بھیجو تاکہ میں وصیت لکھ دوں۔ مجھے ڈر ہے کہ کوئی حریص اس کی آرزو کریں گے اور کچھ کہنے والے یہ بھی کہیں گے کہ خلافت کا حق دار میں زیادہ ہوں۔ مگر ابوبکرؓ کی خلافت کے سوا نہ ہی اللہ کسی دوسرے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کی خلافت کو تسلیم کرے گا اور نہ مسلمان۔"

۳۔ عن ابی ملیکۃ قال سمعت عائشۃ وسئلت من کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستخلفا لو استخلفہ؟ قالت: ابوبکر" قیل لہا ثم من بعد ابی بکر؟ قالت: "عمر" ثم قیل لہا: "من بعد عمر؟" قالت ابوعبیدۃ بن الجراح - ثم انتہت الی ھذا۔

"ابوملیکہ" کہتے ہیں کہ نے حضرت عائشہؓ سے سنا اور پھر ان سے پوچھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے"۔ فرمانے لگیں "ابوبکرؓ"۔ پوچھا گیا "حضرت ابوبکرؓ کے بعد پھر کون؟" فرمانے لگیں "عمرؓ"۔ پھر پوچھا گیا۔ "عمرؓ کے بعد پھر کون؟" فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح" اور یہاں بات ختم کر دی۔"

## ۳۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے متعلق واضح اشارات

علاوہ ازیں بہت سے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر صریح دلالت کرتے ہیں۔ مثلاً:۔

۱۔ عن الجبیر ابن مطعم عن ابیہ قال اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم امراۃ فکلمتہ فی شیٔ فامرھا ان ترجع الیہ؛ قالت ان جئت ولم اجدک کانہا ترید الموت قال فان لم تجدنی فأتی ابابکر"

(بخاری کتاب الاحکام - باب الاستخلاف) (مسلم باب فضائل ابوبکر)

"جبیر بن مطعم کے والد کہتے ہیں: ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور آپؐ سے ایک امر میں کچھ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا: "پھر کسی وقت آنا"۔ اس نے کہا: "یارسول اللہ! اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں (یعنی آپ کی وفات ہوگئی ہو) تو کیا کروں؟" فرمایا: اگر مجھے نہ پائے تو حضرت ابوبکرؓ کے پاس آ جیو۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں (مرض الموت میں) مسجد نبوی میں جماعت کی امامت حضرت ابوبکرؓ کراتے تھے جس کا حکم خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔

۲۔ عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لہا مُری ابوبکر یصل بالناس قالت انہ رجل اسیف متی تقم مقامک رق، فعاد،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



فعادت۔ قال شعبة : فقال فی الثالثة او الرابعة : انکن صواحب یوسف مروا ابابکر (بخاری۔ کتاب بدأ الخلق۔ باب قول الله تعالی لقد کان فی یوسف واخوته ......)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں" حضرت عائشہؓ نے عرض کیا۔ وہ تو نرم دل انسان ہیں۔ آپ کی جگہ کھڑے ہوں تو ان پر رقت طاری ہو جائے گی۔ آپ نے دوبارہ وہی بات دہرائی۔ حضرت عائشہؓ نے پھر وہی جواب دیا۔ حضرت شعبہؒ (اس حدیث کے راوی) کہتے ہیں آپ نے تیسری یا چوتھی بار بھی یہی فرمایا اور کہا۔" تم تو حضرت یوسف والی عورتیں ہو (ظاہر کچھ باطن کچھ) ابوبکر سے کہو نماز پڑھائیں۔

۳۔ عن ابی بردة ابی موسیٰ عن ابیه قال مرض النبی صلی الله علیه وسلم فقال مروا ابا بکر فلیصل بالناس فقالت ان ابا بکر رجل رقیق القلب ، قال مثله فقالت مثله فقال مروة فانکن صواحب یوسف فامّ ابوبکر فی حیاة النبی صلی الله علیه وسلم فقال حسین عن زائدة رجل رقیق (بخاری حوالہ ایضا)

"ابو بردہ اپنے والد موسیٰ اشعریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو فرمایا ابوبکرؓ سے کہو وہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے کہا وہ تو نرم دل انسان ہیں۔ آپ نے پھر وہی حکم دیا۔ حضرت عائشہؓ نے پھر وہی کچھ عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو نماز پڑھائیں تم تو حضرت یوسف کی ساتھ والیاں ہو۔ پھر آپ کی زندگی بھر (وفات تک) حضرت ابوبکرؓ لوگوں کی امامت کراتے رہے۔ حسین بن علی جعفی نے اس حدیث کو زائدہ سے روایت کیا۔ یعنی ابوبکر نرم دل انسان ہیں۔"

۴۔ عن انس بن مالک ان المسلمین بینا هم فی صلوة الفجر من یوم الاثنین وابوبکر یصلی لهم لم یفجاهم الا رسول الله صلی الله علیه وسلم قد کشف ستر حجرة عائشة فنظر الیهم وهم فی صفوف الصلوة ثم تبسم یضحک فنکص ابوبکر علی عقبیه لیصل الصف وظن ان رسول الله صلی الله علیه وسلم یرید ان یخرج الی الصلوٰة۔ قال انس : وهمّ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



المسلمون ان یفتتنوا فی صلاتهم فرحًا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فاشار الیہم بیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتمّوا صلاتکم۔ ثم دخل الحجرۃ وأرخی الستر۔ (بخاری۔ کتاب المغازی باب مرض النبیؐ)

"حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ مسلمان پیر کے دن صبح کی نماز حضرت ابوبکرؓ صدیق کے پیچھے پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں وہ چونک گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کا پردہ اٹھایا مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ نماز میں صفیں باندھے کھڑے ہیں۔ آپؐ مسکرا کر ہنس دیے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ ایڑیوں کے بل پیچھے سرکے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں۔ وہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے برآمد ہوا چاہتے ہیں۔ انسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر مسلمانوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ نماز توڑتے ہی کو تھے کہ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔ پھر حجرے کے اندر داخل ہو گئے اور پردہ ڈال لیا۔

**اور یہ تو ظاہر ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے نماز کی امامت اور ملک کی امامت فرد واحد کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔**

**۵۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۹ھ میں حضرت ابوبکرؓ کو اپنے قائم مقام کی حیثیت سے امیر الحج بنا کر بھیجا۔**

ان ابا ہریرۃ اخبرہ ان ابا بکر الصدیق بعثہ فی الحجۃ التی امر علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل حجۃ الوداع یوم النحر فی رھط یؤذن فی الناس ان لا یحج البیت بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان۔ (بخاری۔ کتاب المناسک۔ باب لا یطوف بالبیت عریان)

"انھیں حضرت ابوہریرہؓ نے بتلایا کہ ابوبکر صدیقؓ نے ان کو چند اور لوگوں کے ساتھ اس حج میں بھیجا جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر مقرر کیا تھا تاکہ وہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو لوگوں میں منادی کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی ننگا بیت اللہ کا طواف کرے۔"

**حج کی امارت بھی اس کی طرف واضح اشارہ تھا کہ آپؐ کے بعد ملت کی امامت کی ذمہ داری پر حضرت ابوبکرؓ پر ہی ہوگی۔**

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور درج ذیل حدیث میں حضرت ابوبکرؓ پھر اس کے بعد حضرت عمرؓ کی صرف خلافت کا ہی اشارہ نہیں تھا بلکہ ان کی مدت خلافت اور انتظام مملکت پر بھی روشنی پڑتی ہے :۔

۶ ۔ عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول : بینا انا نائم رایتنی علی قلیب علیھا دلو فنزعت منھا ما شاء اللہ ، ثم اخذھا ابن ابی قحافۃ فنزع بھا ذنوبا او ذنوبین وفی نزعہ ضعف واللہ یغفرلہ ضعفہ ۔ ثم استحالت غربا فاخذھا ابن الخطاب فلم ارعبقریا من الناس ینزع نزع عمر حتی ضرب الناس بعطن ۔

(بخاری ۔ کتاب مناقب ۔ باب فضائل ابوبکر)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ۔ آپ فرماتے تھے :۔ ایک بار ایسا ہوا ، میں سو رہا تھا ۔ میں نے خود کو ایک کنوئیں پر دیکھا جس پر ایک ڈول رکھا تھا ۔ میں نے اس کنوئیں سے چند ڈول نکالے جتنے اللہ کو منظور تھے ۔ پھر ابوبکرؓ نے ڈول پکڑا اور ایک یا دو ڈول نکالے مگر کمزوری کے ساتھ ۔ اللہ اس کی کمزوری معاف فرمائے ۔ پھر وہ ڈول ایک بڑا چرس بن گیا ۔ عمرؓ نے اسے پکڑا اور میں نے ایسا شہ زور پہلوان نہیں دیکھا جو اس کی طرح پانی کھینچتا ہو ۔ اس نے اتنا پانی نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو حوض سے سیراب کر لیا ۔

## ۴ ۔ افضلیت حضرت ابوبکرؓ

امت مسلمہ کا امیر یا خلیفہ بھی وہی شخص ہو سکتا ہے جو سب سے بہتر ہو ۔ حضرت ابوبکرؓ کی دیگر تمام صحابہؓ پر افضلیت کی بہت سی روایات ملتی ہیں ۔ مثلاً

۱ ۔ (عن ابی سعید الخدری ......... وکان ابوبکر اعلمنا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ان من امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابابکر ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ . لا یبقین باب فی المسجد الا سد الا باب ابی بکر

(بخاری ۔ کتاب المناقب ۔ فضائل ابوبکر)

حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں ......... اور حضرت ابوبکرؓ سب صحابہؓ سے زیادہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



علم والے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (اسی خطبہ میں) یہ بھی فرمایا" صحبت کے لحاظ سے بھی اور مال کے لحاظ سے بھی ابوبکرؓ کا مجھ پر احسان اور سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی اور کو جانی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ البتہ اسلام کا بھائی چارہ اور محبت ان سے ہے، دیکھو مسجد کی طرف ابوبکرؓ کے دروازہ کے سوا باقی سب کے دروازے بند کر دیے جائیں۔

۲- عن ابن عمر قال کنا نخیّر من الناس فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنخیّر ابابکر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان (حوالہ مذکور)

(عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حضرت ابوبکرؓ کو سب سے افضل سمجھتے تھے پھر حضرت عمرؓ کو پھر حضرت عثمان بن عفانؓ کو۔

۳- ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ تکرار ہو گئی۔ اسی حالت میں پہلے حضرت ابوبکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور واقعہ بیان کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا۔ پھر حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کا پیچھا کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انھوں نے بھی اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا (یعنی دونوں نے اپنی اپنی غلطی کا اعتراف کیا) پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا:-

ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابوبکر صدق وواسانی بنفسہ ومالہ فہل انتم تارکوا لی صاحبی مرتین فما اوذی بعدھا (حوالہ مذکور)

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تم نے مجھے جھوٹا کہا اور ابوبکرؓ نے مجھے سچا کہا۔ پھر اس نے مال اور جان سے میری خدمت کی۔ تو پھر کیا تم میرے دوست کو ستانا نہیں چھوڑتے؟ (دو بار ایسا کہا) اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کو کسی نے نہیں ستایا۔

۴- عن محمد بن الحنفیۃ قال: قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر قلت ثم من؟ قال عمر و خشیت ان یقول عثمان قلت ثم انت؟ قال ما انا الا رجل من المسلمین۔ (حوالہ مذکور)

محمد بن حنفیہؒ کہتے ہیں میں نے اپنے والد (حضرت علیؓ) سے پوچھا۔ آنحضرتؐ کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



بعد سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا "ابوبکرؓ" میں نے پوچھا "پھر کون؟" فرمایا "عمرؓ"۔ اب میں ڈرا کہ اب کی مرتبہ عثمانؓ نہ کہہ دیں لہذا میں نے خود ہی کہہ دیا "پھر آپ؟"۔ فرمانے لگے۔ میں تو عام مسلمانوں میں سے ایک شخص ہوں۔"

۵۔ عن ابن عباس قال انی لواقف علی قوم یدعون اللہ لعمر بن الخطاب وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقه علی منکبی یقول: رحمک اللہ ان کنت لارجوا ان یجعلک اللہ مع صاحبیک لانه لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول کنت وابوبکر وعمر، وفعلت وابوبکر وعمر، وانطلقت وابوبکر وعمر فاذا کنت لارجوا ان یجعلک اللہ معهما فالتفت فاذا هو علی ابن ابی طالب (ایضا)

"حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو حضرت عمرؓ کے لیے مغفرت کی دعا کر رہے تھے اور ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھی اور کہنے لگا۔ "اللہ تم پر رحم کرے مجھے یہی امید ہے کہ خدا تمہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا۔ کیونکہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا، کہا کرتے تھے۔ فلاں جگہ میں تھا اور ابوبکرؓ اور عمرؓ۔ میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے یہ کام کیا۔ میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ چل پڑے۔ سو مجھے یہی امید ہے کہ اللہ آپ کو ان کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو یہ کہنے والے حضرت علی ابن ابی طالبؓ تھے۔"

## ۵۔ امتناع طلب امارت و مناصب

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ خلیفہ ابوبکرؓ کو نامزد کرنے کا خیال حضورؐ کو صرف اس وجہ سے آیا تھا کہ مبادا امارت کے لیے کچھ لوگ آرزو کریں اور کچھ دوسرے یوں کہیں کہ وہ تو ہمارا حق تھا اور ہم سے ناانصافی ہوئی وغیرہ وغیرہ۔ . . . . . . . . تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کئی ارشادات میں بالعموم یہ وضاحت فرما دی کہ امارت یا منصب طلب کرنا یا اس کی خواہش کرنا ایک مذموم فعل ہے۔ چنانچہ درج ذیل ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ عن عبد الرحمن بن سمرة قال: قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یا عبد الرحمن بن سمرة! لا تسئل الامارة فان اعطیتها عن مسئلة

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



وُکلت الیھا وان اعطیتھا من غیر مسئلۃ اُعِنتَ علیھا۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب من سَاَلِ الامارۃ) (مسلم۔ کتاب الامارۃ باب النھی عن طلب الامارۃ والحرص علیھا)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں مجھ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبدالرحمان بن سمرۃ! حکومت اور سرداری کی درخواست نہ کیجیو۔ اگر درخواست پر تجھے ملے گی تو تمام تر ذمہ داری تمہی پر ہوگی اور تمھیں بغیر درخواست مل جائے تو اللہ تیری مدد کرے گا۔

۲۔ عن ابی موسیٰ قال: دخلت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا ورجلان من بنی عمی فقال احد الرجلین: یارسول اللہ! اَمِّرنا علی بعض وَلّاکَ اللہ عزو جل وقال الآخر مثل ذلک فقال: "اما واللہ لا نولی علی ھذا العمل احداً یَسْاَلہ ولا احد حرص علیہ (مسلم کتاب الامارۃ: باب النھی عن طلب الامارۃ والحرص علیھا) (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب ما یکرہ من الحرص علی الامارۃ)

"حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں میں اور میرے دو چچازاد بھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ ان میں سے ایک نے کہا: یا رسول اللہ! اللہ نے آپ کو حکومت بخشی ہے اس کے کچھ حصہ پر ہمیں حاکم بنا دیجیے۔ پھر دوسرے نے بھی ایسی ہی بات کہی۔ آپ نے فرمایا "خدا کی قسم! ہم کسی ایسے آدمی کو حاکم نہیں بنایا کرتے جو اس کے لیے درخواست کرے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو حاکم بناتے ہیں جو اس کی حرص رکھتا ہو۔"

وفی روایۃ قال: لا نستعمل علی عملنا من ارادہٗ (متفق علیہ۔ حوالہ مذکور)

ایک دوسری روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا "ہم اپنے انتظامی امور میں کسی ایسے شخص کو شریک نہیں کرتے جو اس کا ارادہ رکھتا ہو۔

۳۔ عن ابی ذر قال: قلت: یارسول اللہ الا تستعملنی؟ قال فضرب بیدہٖ علی منکبی ثم قال: یا اباذر! انک ضعیف وانھا امانۃٌ وانھا یوم القیٰمۃ خزی وندامۃ الا من اخذھا بحقھا وادّی الذی علیہ فیھا۔ (مسلم۔ حوالہ مذکور)

حضرت ابوذر (غفاریؓ) سے روایت ہے میں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! کیا آپ مجھے حاکم نہیں بنا دیتے؟" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ میرے کندھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر رکھا اور فرمایا: اے ابوذر! تو ضعیف آدمی ہے اور حکومت ایک امانت ہے جو قیامت کے دن رسوائی اور پشیمانی کا باعث بنے گی۔ مگر جس نے اس کی ذمہ داریوں کو نبایا اور اس کے پورے حقوق ادا کیے۔

۴۔ عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: انکم ستحرصون علی الامارۃ وستکون ندامۃ یوم القیمۃ فنعم المرضعۃ وبئست الفاطمۃ۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب ما یکرہ من الحرص ......)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم لوگ عنقریب حکومت اور سرداری کی حرص کرو گے اور قیامت کے دن اس کی وجہ سے شرمندگی ہوگی۔ (کیونکہ حکومت ایک انّا کی طرح ہے) دودھ پلاتے وقت تو مزہ ہے مگر چھٹتے وقت سخت تکلیف۔

جاہ طلبی، دولت کی حرص دو ایسے جرائم ہیں جو ایک فلاحی مملکت کو بیخ و بُن سے ہلا کر رکھ دیتے ہیں۔ آپ نے ان دونوں باتوں سے ان الفاظ میں منع فرمایا:۔

۵۔ عن کعب ابن مالک عن ابیہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

"ما ذئبانِ جائعان اُرسِلا فی غنم بافسد لھا عن حرص المرءِ علی المالِ والشرف لدینہٖ (ترمذی)

"حضرت کعب بن مالک اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بکریوں کے ریوڑ میں دو بھوکے بھیڑیے اتنی تباہی نہیں مچا سکتے جتنی انسان کی حرصِ جاہ و مال اس کے دین کے لیے تباہ کن ہو سکتی ہے"

آئندہ واقعات سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس معیار پر بھی پورے اُترتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

# انتخاب حضرت ابوبکر صدیقؓ

## ۱۔ خلافت کے لیے بنی ہاشم کی تمنّا

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ نامزد کرنے کا خیال پیدا ہوا تو اس کی وجہ بھی بتلا دی کہ مبادا اس وقت بعض لوگ خلافت کی آرزو کرنے لگیں یا کچھ دوسرے باتیں بنانے لگیں کہ خلافت تو دراصل ہمارا حق تھا۔ پھر آپ نے جو استخلاف ابوبکرؓ کا ارادہ ترک کر دیا تو اس کی وجہ بھی مذکور ہے کہ ابوبکرؓ کے علاوہ کسی دوسرے کا خلیفہ بننا نہ تو اللہ کی مشیت میں ہے اور نہ ہی مسلمان مجموعی طور پر ابوبکرؓ کے علاوہ کسی دوسرے پر اتفاق کریں گے۔ (اور آپ پیش از وقت کسی کی دل شکنی نہیں کرنا چاہتے تھے) چنانچہ یہ دونوں باتیں پوری ہو کر رہیں۔

سب سے پہلے خلافت کا خیال بنو ہاشم کو آیا۔ قبیلہ قریش کے اس وقت دس چھوٹے قبائل مشہور تھے۔ ان میں سے ایک بنو ہاشم تھے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے اپنے آپ کو خلافت کا حق دار سمجھتے تھے۔ ان کے پیشوا حضرت علیؓ تھے اور حضرت عباسؓ، ابن عباس اور حضرت زبیرؓ (جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں) ان کے رشتہ دار اور امر خلافت میں ان کے معاون تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض الموت میں بقید حیات تھے کہ حضرت عباسؓ کو یہ آرزو پیدا ہوئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حق میں فیصلہ لے لینا چاہیے۔ درج ذیل حدیث اس بات پر پوری طرح روشنی ڈالتی ہے:۔

۱۔ عن ابن عباسٍ انّ علی ابن ابی طالبٍ خَرَجَ من عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فی وجعہ الذی تُوُفّیَ بہ فقال الناس: یا ابا حسنٍ! کیف اصبح رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم؟ فقال: اصبح بحمد اللّٰہ بارئاً۔ فاخذ بیدہ عباس بن عبد المطلب فقال لہٗ: انت واللّٰہ بعد ثلاثٍ[1]

---

[1] اور قائل انا اولیٰ والی بات پوری ہوئی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



عبد العصا، وانی واللہ لأری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوف یتوفی فی وجعہ ھذا انی لأعرف وجوہ بنی عبد المطلب عند الموت، اذھب بنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلنسئلہ فیمن ھذا الامر ان کان فینا علمنا وان کان فی غیرنا علمنا فاوصی بنا۔ فقال علیؓ اناواللہ لئن سئلنا ھا فمنعنا ھا لا یعطینا ھا الناس بعدہ وانی واللہ لا اسئلھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (بخاری۔ باب مرض النبی)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے دوران جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت علیؓ آپ کے پاس سے باہر نکلے۔ لوگوں نے پوچھا "اے ابوالحسن! آج آپ کا مزاج کیسا ہے"؟ حضرت علیؓ نے کہا "بحمداللہ تندرست ہیں" یہ سن کر عباسؓ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے "خدا کی قسم۔ تین دن کے بعد تم غلام بن جاؤ گے۔ اور میں بخدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر وہ آثار دیکھ رہا ہوں جو بنی عبد المطلب کے خاندان کے لوگوں کے منہ پر بوقت وفات ظاہر ہوتے ہیں۔ سو آؤ حضور اکرمؐ کے پاس چلیں اور امر خلافت کے متعلق پوچھ لیں۔ اگر ہمیں ملتی ہے تو بھی معلوم ہو جائے گا اور دوسروں کو ملتی ہے تو پتہ چل جائے گا۔ تاکہ حضورؐ ہمارے متعلق (حسن سلوک کی) وصیت ہی کر جائیں"۔ حضرت علیؓ نے کہا:

"خدا کی قسم! اگر ہم نے حضورؐ سے یہ سوال کیا اور انھوں نے انکار کر دیا تو پھر لوگ آئندہ کبھی خلافت نہ دیں گے۔ لہٰذا بخدا میں حضور اکرمؐ سے کبھی یہ سوال نہیں کروں گا"۔

اس واقعہ سے چند دن پہلے (وفات النبیؐ سے چار دن قبل) مشہور واقعہ قرطاس بھی پیش آیا تھا۔ اس کے راوی عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ اور یہ واقعہ بھی حدیث کی معتبر کتابوں یعنی بخاری مسلم وغیرہ میں مذکور ہے۔ اس کے واقعہ کے نکات یہ ہیں:۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات طلب فرمائی تاکہ ایسا وصیت نامہ لکھوا دیں جس سے امت گمراہ نہ ہو۔

۲۔ حضرت عمرؓ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا۔ حسبنا کتاب اللہ۔ یعنی ہمیں ہدایت کے لیے قرآن کافی ہے۔ لہٰذا اس حالت میں حضورؐ کو تکلیف نہ دینی چاہیے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۳۔ حاضرین میں تکرار شروع ہوگئی کہ قلم دوات لائی جائے یا نہ لائی جائے۔

۴۔ حضور اکرم نے ایسا شور سن کر فرمایا۔ یہاں سے چلے جاؤ۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس کہا کرتے تھے۔ ہائے مصیبت! وائے مصیبت۔ ہائے جمعرات کا دن، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اختلاف اور بک بک نے یہ کتاب نہ لکھوانے دی۔ (اور اس سے حضرت علیؓ کی امامت کے لیے وصیت لکھنا خیال کرتے تھے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب عرض النبیؐ)

علامہ شبلی نعمانی نے اس واقعہ پر کئی پہلوؤں سے تنقید کی ہے۔ مثلاً:۔

۱۔ یہ حدیث کئی طریقوں سے مذکور ہے۔ لیکن ان سب کے راوی صرف عبداللہؓ بن عباس ہیں۔ جن کا موقع پر موجود ہونا بھی ثابت نہیں۔

۲۔ حاضرین میں سے کسی نے بھی ایسے اہم واقعہ کو روایت نہیں کیا۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی عمر اس وقت صرف ۱۳-۱۴ سال تھی۔

۴۔ نبیؐ سے ہذیان اور خصوصاً تشریعی امور میں ناممکن ہے۔ نیز حدیث میں کسی ہذیان کی بات کا کوئی ذکر تک نہیں۔

ان تمام باتوں سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی عدالت میں شک نہیں۔ لیکن چونکہ وہ خود موقعہ پر موجود نہ تھے لہذا ممکن ہے انھیں صحیح کوائف نہ پہنچے ہوں۔ (الفاروق۔ واقعہ قرطاس)

پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ یہ تو حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ کا محض ایک خیال تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے لیے وصیت نامہ لکھوانا چاہتے تھے۔ مگر حقیقتاً ایسا نہیں تھا۔ کیونکہ اس خیال کی کئی باتیں نفی کرتی ہیں۔ مثلاً :۔

۱۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ بنانے کا ارادہ اور پھر اس سے رک جانا (جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے)

۲۔ بخاری کے اسی باب میں انہی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ لوگوں کے جانے کے بعد حضورؐ نے تین باتوں کی زبانی وصیت فرمائی۔ ایک یہ کہ مشرکوں کو عرب کے جزیرے سے باہر کر دینا۔ دوسرے ایلچی لوگوں کی اسی طرح خاطر کرنا اور تیسری انھوں نے بیان نہیں کی اور کہا کہ میں بھول گیا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



۳- بخاری کے اسی باب میں ایک روایت ہے جس کے الفاظ یوں ہیں: جب آپ گھبراتے تو منہ کھول دیتے۔ اسی حالت میں یوں فرماتے۔ یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت۔ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔"

## ۲- وفات النبی کے وقت حضرت ابوبکرؓ کی غیر موجودگی

پیر کے دن آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کی وفات کے وقت حضرت ابوبکرؓ مدینہ میں موجود نہ تھے بلکہ ایک دن پہلے افاقہ کی خبر سن کر مدینہ سے دو میل دور مقام سُنح اپنے گھر چلے گئے تھے۔ وفات کی خبر سن کر مدینہ تشریف لائے۔ حضرت عمرؓ کو تو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ حضورؐ وفات پا چکے ہیں۔ آپ بازار میں تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے جو یہ کہے گا کہ حضورؐ فوت ہو چکے ہیں۔ میں اس کا سر قلم کر دوں گا۔[1]

حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ مجھے عائشہؓ نے خبر دی کہ:

ان ابا بکر اقبل علی فرس من مسکنہ بالسُنح حتی نزل فدخل المسجد فلم یکلم الناس حتی دخل علی عایشۃ فتیمم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو مغشی بثوب حبرۃ فکشف عن وجھہ ثم اکب علیہ وقبلہ وبکی ثم قال: بابی انت وامی واللہ لا یجمع اللہ علیہ موتتین اما الموتۃ التی کتبت علیک فقد متھا۔

حضرت ابوبکرؓ ایک گھوڑے پر سوار اپنے گھر سُنح سے آئے۔ گھوڑے سے اُتر کر مسجد میں داخل ہوئے کسی سے کوئی بات نہیں کی حتیٰ کہ حضرت عائشہ کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی نعش) کی طرف گئے۔ آپ کو ایک یمنی کپڑے میں ڈھانپا گیا تھا۔ پھر چہرے سے کپڑا ہٹایا۔ پھر اس پہ جھکے، بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ تعالیٰ آپ کو دو بار نہیں مارے گا۔ بس ایک موت جو اللہ

---

[1] شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا یہ کہنا از راہ مصلحت تھا۔ مدینہ میں اس وقت منافقین کی تعداد کافی تھی اور آپ اس خبر کی فوری تشہیر نہیں چاہتے تھے لیکن مذکورہ حدیث کے مطالعہ سے یہ خیال صحیح معلوم نہیں ہوتا (بخاری۔ باب الاستخلاف)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نے لکھی ہوئی وہ ہو چکی۔

قال الزهری وحدثنی ابو سلمة عن عبد الله ابن عباس ان ابا بکر خرج وعمر یکلم الناس فقال اجلس عمر فابی عمر ان یجلس فاقبل الناس الیه وترکوا عمر فقال ابو بکر " اما بعد! من کان منکم یعبد محمداً صلی الله علیه وسلم فان محمداً قد مات ومن کان منکم یعبد والله فان الله حیٌّ لا یموت - قال الله - ما محمد الا رسول - قد خلت من قبله الرسل ــــ (الی قوله) الشاکرین "

زہری کہتے ہیں کہ مجھ سے ابو سلمہ نے عبداللہ بن عباس سے یہ روایت بیان کی پھر حضرت حضرت ابو بکرؓ باہر نکلے تو حضرت عمرؓ لوگوں سے باتیں کر رہے تھے کہ (آنحضرتؐ نہیں مرے) ابو بکرؓ نے ان سے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ لیکن حضرت عمرؓ نہ بیٹھے۔ پھر لوگ حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور عمر کو چھوڑ دیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: اما بعد۔ تم میں سے جو شخص محمدؐ کو پوجتا تھا تو بے شک محمدؐ وفات پا چکے۔ اور جو کوئی اللہ کو پوجتا تھا تو اللہ ہمیشہ زندہ ہے اور کبھی مرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ محمدؐ بس اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی کئی رسول گزر چکے ........ اور یہ آیت آخر شاکرین تک پڑھی "

وقال: والله لکان الناس لم یعلموا انّ الله انزل هذه الایة حتی تلاها ابو بکر فتلقاها منه الناس کلهم فما اسمع بشراً من الناس الا یتلوها۔

ابن عباس کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا گویا لوگوں کو پتہ ہی نہیں کہ اللہ نے یہ آیت بھی اتاری ہے جب تک حضرت ابو بکرؓ نے یہ آیت نہ پڑھی پھر ابو بکرؓ سے لوگوں نے یہ آیت سیکھی پھر جسے دیکھو وہ یہی آیت پڑھ رہا تھا۔

فَاَخْبَرَنِی سعید بن المسیب ان عمر قال: والله ما هو الا ان سمعت ابابکر تلاها فعقرت حتّٰی ما تقلّنی رجلای وحتّٰی اهویت الی الارض حین سمعته تلاها ان النبی صلی الله علیه وسلم قد مات (بخاری - کتاب المغازی - باب مرض النبی)

زہری نے کہا مجھ سے سعید بن مسیب نے بیان کیا۔ حضرت عمرؓ کہتے تھے۔ بخدا مجھے یوں معلوم ہوا کہ میں نے یہ آیت ابو بکرؓ کے تلاوت کرنے سے پہلے سنی ہی نہ تھی اور جب سنی تو میں سہم گیا۔ دہشت کے مارے میرے پاؤں نہیں اٹھتے تھے۔ میں زمین پر گر گیا۔ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جب میں نے ابوبکرؓ کو یہ آیت پڑھتے سنا تب مجھے معلوم ہوا کہ واقعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔

## ۳۔ خلافت کے لیے انصار کی کوشش اور بیعتِ ابوبکرؓ

ادھر صحابۂ کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ ادھر انصار کے کچھ لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے۔ یہ انصار بھی خلافت کے امیدوار تھے۔ بلحاظ آبادی یہ مدینہ میں اکثریت میں تھے۔ اور دو قبیلوں اوس اور خزرج پر مشتمل تھے۔ ان کے سردار سعد بن عبادہ — جو خزرج سے تعلق رکھتے تھے — خلافت کے امیدوار تھے۔ انھوں نے ہی اپنے ساتھیوں کو یہاں امرِ خلافت طے کرنے کے لیے اکٹھا کیا تھا۔ انھیں حضور اکرمؐ کا یہ ارشاد

اذا بویع للخلفتین فاقتلوا اخرھما (مسلم کتاب الامارۃ) (جب دو خلیفوں کی بیعت ہونے لگے تو پچھلے کو قتل کردو) خوب یاد تھا۔ اس لیے وہ چاہتے تھے کہ اس موقع کو غنیمت جان کر فوری طور پر امیر کا انتخاب کرلیا جائے۔ انھیں یہ بھی علم تھا کہ اگر مہاجر بھی یہاں پہنچ گئے تو پھر ان کی دال نہیں گلے گی۔ لہٰذا وہ اس معاملہ کو جلد از جلد طے کرنے پر تلے ہوئے تھے اور یہ بات چیت شروع کردی تھی۔ اس واقعہ کی اطلاع جس طرح مہاجرینؓ کو ہوئی وہ حضرت عمرؓ کی زبانی سنیے۔[۲]

بینما نحن فی منزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رجل ینادی من وراء الجدار ان اخرج الیّ یا ابن الخطاب. فقلت: الیک عنّی فانا عنک مشاغیل۔ یعنی بامرِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ: قد حدث امرٌ فان الانصار اجتمعوا فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فادرکوھم ان یُحدثوا امرًا ان یکون فیہ حربٌ۔ فقلت لابی بکرٍ انطلق۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خانۂ مبارک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دفعتہً دیوار کے پیچھے سے ایک آدمی (مغیرہ بن شعبہ) نے آواز دی۔ اے ابن الخطاب ذرا باہر آؤ۔ میں نے کہا۔ چلو ہٹو! ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بندوبست میں مشغول ہیں؟ اس نے کہا کہ ایک حادثہ پیش آیا ہے یعنی انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھے ہوئے

---

[۱] اُوْ یُتَمَّنَ مُتَمَنّیٰ والی بات پوری ہوگئی۔ (مرکف) [۲] فتح الباری ج، ص۲۳ (بحوالہ الفاروق۔ شبلی ص۱۱۳، ۱۱۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہیں۔ اس لیے جلد پہنچ کر ان کی خبر لو۔ ایسا نہ ہو کہ انصار کچھ ایسی باتیں کر بیٹھیں جس سے لڑائی چھڑ جائے۔ اس وقت میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ چلو۔

سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچنے کے متعلق بخاری کی درج ذیل روایت ملاحظہ فرمائیے:۔

عن عمر قال حین توفی اللّٰہ نبیّہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان الانصار اجتمعوا فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فقلت لابی بکر انطلق بنا فجئناھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ (بخاری کتاب المظالم باب ما جاء فی السقائف)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو انصار بنی ساعدہ کے منڈوے میں جمع ہوئے۔ میں نے ابوبکرؓ سے کہا۔ آپ ہمارے ساتھ چلیں۔ پھر ہم اس سقیفہ میں انصار کے پاس پہنچے۔

اس حدیث میں لفظ بنا (ہمارے ساتھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سقیفہ جانے والے بزرگ قریش دو سے زیادہ تھے۔ آئندہ بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوعبیدہ بن الجراحؓ بھی بھی ان کے ہمراہ تھے اور بعض دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سقیفہ مذکور میں قریش سے کل چار یا زیادہ سے زیادہ پانچ آدمی پہنچے تھے۔ درج ذیل روایت حضرت عمرؓ کے اس طویل خطبہ کا آخری حصہ ہے جو انھوں نے اپنی خلافت کے آخری سال مسجد نبوی میں دیا تھا۔ یہ انتخاب ابوبکرؓ کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔

ثم انہ بلغنی ان قائلاً منکم یقول واللّٰہ لو مات عمر بایعت فلاناً فلا یغترن امرؤٌ انما کانت بیعۃ ابوبکر فلتۃ وتمّت الا وانہا کانت کذلک ولکن اللّٰہ قد وقٰی شرھا ولیس فیکم من تقطع الاعناق الیہ مثل ابی بکر من بایع رجلا عن غیر مشورۃ من المسلمین فلا یبایع ھو ولا الذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا۔

وانہ قد کان من خبرنا حین توفی اللّٰہ نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الا ان الانصار خالفونا واجتمعوا باسرھم فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وخالف عنا علیؓ والزبیر ومن معھما واجتمع المہاجرون الی ابی بکر فقلت فقلت لابی بکر یا ابا بکر انطلق بنا الی اخواننا ھؤلاء من الانصار فانطلقنا نریدھم فلما دنونا منھم لقینا منھم رجلان صالحان فذکرا ما تمالأ علیہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



القوم فقلنا این تریدون یا معشر المهاجرین؟ فقلنا نرید اخواننا هؤلاء
من الانصار- فقالا لا علیکم ان لا تقربوهم، اقضوا امرکم- فقلت والله
لنأتینهم فانطلقنا حتی اتیناهم فی سقیفة بنی ساعدة فاذا رجل
مزمل بین ظهرانیهم- فقلت من هذا؟ فقالوا هذا سعد بن عبادة
فقلت ماله؟ قالوا یوعك - فلما جلسنا قلیلا تشهد خطیبهم فاثنی
علی الله بما هو اهله ثم قال اما بعد، نحن انصار الله کتیبة الاسلام
وانتم معشر المهاجرین رهط وقد دفت دافة من قومکم فاذا هم
یریدون ان یختزلونا من اصلنا وان یحضنونا من الامر- فلما سکت
اردت ان اتکلم وکنت زورت مقالة اعجبتنی، ارید ان اقدمها
بین یدی ابوبکر وکنت اداری منه بعض الحد فلما اردت ان
اتکلم، قال ابوبکر علی رسلك - فکرهت ان اغضبه فتکلم ابوبکر
فکان هو احلم منی واوقر والله ما ترك من کلمة اعجبتنی فی
تزویری الا قال فی بدیهته مثلها او افضل منها حتی سکت
فقال ما ذکرتم فیکم من خیر فانتم له اهل ولن یعرف هذا
الامر الا لهذا الحی من قریش هم اوسط العرب نسبا ودارا وقد
رضیت لکم احد هذین الرجلین فبایعوا ایهما شئتم فاخذ بیدی
وبید ابی عبیدة بن الجراح وهو جالس بیننا- فلم اکره مما قال
غیرها والله ان اقدم فیضرب عنقی لا یقربنی ذلك من اثم احب
الی من ان اتأمر علی قوم فیهم ابوبکر- اللهم الا ان تسول لی نفسی
عند الموت شیئا لا اجده الآن- فقال قائل من الانصار: انا
جذیلها المحکك وعذیقها المرجب. منا امیر ومنکم امیر یا معشر
قریش فکثر اللغط وارتفعت الاصوات حتی فرقت من الاختلاف
فقلت ابسط یدك یا ابابکر- فبسط یده فبایعته وبایعه المهاجرون
ثم بایعته الانصار- ثم نزونا علی سعد بن عبادة فقال قائل منهم
قتلتم سعد بن عبادة- فقلت قتل الله سعد ابن عبادة- قال عمر:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



وانا واللہ ما وجدنا فیما حضرنا من امرٍ اقویٰ من مبایعۃ ابی بکرٍ خشینا ان فارقنا القوم ولم تکن بیعۃٌ ان یبایعوا رجلاً منھم بعدنا فاما بایعناھم علیٰ مالا ترضیٰ واما نخالفھم یکون فساداً فمن بایع رجلاً من غیر مشورۃ من المسلمین فلا یتبایعُ ھو والذی بایعہ تغرۃً ان یقتتلا۔ (بخاری۔ کتاب المحاربین، باب رجم الحبلی)

پھر مجھے یہ خبر بھی ملی ہے۔ تم میں سے کسی نے یوں کہا: "اگر عمرؓ مر گیا تو فلاں شخص سے بیعت کر لوں گا۔" دیکھو! تم میں سے کسی کو یہ دھوکا نہ ہو کہ وہ ایسا کہنے لگے۔ حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ہنگامی حالات میں ہوئی اور پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ بے شک حضرت ابوبکرؓ کی بیعت ناگہانی ہوئی تھی تاہم اللہ تعالیٰ نے اس (طرح کی) بیعت کی برائی سے (امت کو) بچا لیا۔ پھر تم میں سے (آج) حضرت ابوبکرؓ کی طرح (متقی اور پرہیزگار) کون ہے؟ جس سے ملنے کے لیے لوگ سفر کرتے ہوں۔ تو اب جس کسی نے مسلمانوں سے مشورے کے بغیر کسی کی بیعت کی تو بیعت کرنے والا اور جس کی بیعت کی گئی ہو دونوں اپنی جانیں گنوا بیٹھیں گے۔

پھر ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا لیا تو انصار نے ہماری مخالفت کی۔ اور اپنے حمائتیوں سمیت بنو ساعدہ کے منڈوے میں اکٹھے ہوئے۔ ادھر حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور ان کے ساتھی بھی ہمارے مخالف تھے۔ باقی مہاجرین حضرت ابوبکرؓ کے پاس جمع ہوئے۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: "اے ابوبکرؓ! اپنے انصار بھائیوں کے پاس ہمارے ساتھ چلیے۔ سو ہم ان کے پاس آنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ جب ہم ان کے قریب پہنچے تو دو نیک بخت انصاری آدمی (عویم بن ساعدہ اور عاصم بن عدی) ہم سے ملے انھوں نے وہ سب کچھ بتلایا جس پر (سقیفہ میں جمع انصار) تلے ہوئے تھے (یعنی سعد بن عبادہ کو خلیفہ بنانے پر) پھر انھوں نے کہا۔ "اے مہاجر بھائیو! تم کہاں جا رہے ہو؟" ہم نے کہا ان انصاری بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ انھوں نے کہا۔ وہاں مت جاؤ۔ تمھیں جو

لہ معلوم ہوا کہ انصار بھی سارے حضرت سعد بن عبادہ کے تقرر خلافت پر راضی یا متفق نہ تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کرنا ہے کر ڈالو (خلیفہ منتخب کرلو)" میں نے کہا۔ خدا کی قسم! ہم ان کے پاس ضرور جائیں گے۔
آخر ہم سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان میں سے ایک آدمی کپڑا اوڑھے
بیٹھا ہے۔ میں نے پوچھا کون ہے؟ لوگوں نے کہا "یہ سعد بن عبادہ ہیں۔" میں نے
پوچھا "اسے کیا تکلیف ہے؟" کہا گیا۔ "انھیں بخار آ رہا ہے۔" ہم تھوڑی دیر ہی
بیٹھے تھے کہ ان کے خطیب (ثابت بن قیس یا اور کسی نے) تشہد پڑھا۔ پھر اللہ کی
ثنا بیان کی۔ جیسی کہ اسے سزاوار ہے۔ پھر کہنے لگے۔ "ہم اللہ (کے دین) کے مددگار
اور اسلام کی فوج ہیں اور اے مہاجرین تم تھوڑی سی جماعت ہو۔ تم ہیں سے ایک
چھوٹی سی جماعت اپنی قوم (قریش) سے نکل کر ہم میں آ رہی۔ تو اب تم یہ چاہتے
ہو کہ ہماری بیخ کنی کر دو اور ہمیں خلافت سے محروم کر دو۔" خطیب جب چپ ہوا تو میں
نے گفتگو کرنا چاہی۔ میں نے ایک عمدہ تقریر اپنے ذہن میں سوچ رکھی تھی اور چاہتا
تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کے بات کرنے سے پہلے شروع کر دوں اور میں اس تقریر سے
وہ تلخی دور کرنا چاہتا تھا جو اس خطیب کی تقریر سے پیدا ہوئی۔ پھر جب میں نے
بولنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ ذرا ٹھہر جاؤ۔ میں نے حضرت ابوبکرؓ کو
خفا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ سو حضرت ابوبکرؓ نے تقریر شروع کی۔ اور خدا کی قسم! وہ
مجھ سے زیادہ عقلمند اور متین تھے۔ اور جو عمدہ تقریر میں نے اپنے ذہن میں سوچ
رکھی تھی اس میں سے کوئی بات نہ چھوڑی اور سب کچھ فی البدیہہ کہہ دیا۔ بلکہ میری
سوچی ہوئی تقریر سے بہتر تقریر فرمائی۔ پھر خاموش ہو گئے۔ ان کی تقریر کا خلاصہ
یہ تھا۔ "انصاری بھائیو! تم نے جو اپنی فضیلت اور بزرگی بیان کی وہ سب درست
ہے اور تم بے شک اس کے سزاوار ہو مگر خلافت قریش کے سوا کسی اور قبیلہ کے
لیے نہیں ہو سکتی کیونکہ قریش از روئے نسب اور خاندان تمام عرب قبائل سے بڑھ
کر ہیں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تم ان دو آدمیوں میں سے کسی ایک کی بیعت کر لو جسے
تم چاہو۔ پھر میرا اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح — جو لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے
کا ہاتھ تھاما۔

(حضرت عمرؓ کہتے ہیں) کہ مجھے حضرت ابوبکرؓ کی کوئی بات بھی اتنی ناپسندیدہ
معلوم نہ ہوئی جتنی یہ بات۔ خدا کی قسم! اگر مجھے آگے لا کر میری گردن مار دیں تو مجھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



میں کسی گناہ میں ملوث بھی نہ ہوں تو یہ مجھے اس سے زیادہ پسند تھا کہ میں ان لوگوں کی سرداری کروں جن میں ابو بکر موجود ہوںؓ۔ میرا اب تک بھی یہی خیال ہے۔ یہ اور بات ہے کہ مرتے وقت میرا نفس مجھے بہکا دے اور میں کوئی دوسرا خیال کروں جو اب نہیں کرتا۔

پھر انصاریں کا ایک خطیب (حباب بن منذر) کہنے لگے "میں وہ لکڑی ہوں جس سے اونٹ رگڑ کر اپنی کھجلی کی تکلیف رفع کرتے ہیں اور وہ باڑ ہوں جو درخت کے گرد لگائی جاتی ہے (یعنی لوگوں کا معتمد علیہ، مدبر اور محافظ ہوں) میری تجویز یہ ہے کہ) ایک امیر ہم میں سے ہو اور اے قریش! ایک امیر تم میں سے ہو" اس تجویز پر غل مچ گیا۔ اور کئی طرح کی آوازیں بلند ہونے لگیں (حضرت عمرؓ کہتے ہیں) کہ میں ڈر گیا کہ امت انتشار و اختلاف کا شکار نہ ہو جائے۔ سو میں نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا۔ اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ انھوں نے ہاتھ بڑھایا تو میں نے بیعت کی اور مہاجرین نے بیعت کی۔ پھر انصار نے بیعت کی۔ پھر ہم سعد بن عبادہ کی طرف بڑھے۔ کسی نے کہا، "تم نے سعد بن عبادہ کو ہلاک کر ڈالا"؟ تو میں نے کہا اسے اللہ نے ہلاک کیا ہے۔

(راوی کہتا ہے) حضرت عمرؓ نے اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا۔ اس وقت ہمیں حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے علاوہ کوئی چیز ضروری معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیں یہ خطرہ تھا کہ اگر ہم لوگوں سے جدا رہے جب تک ابھی تک بیعت نہ ہوئی تھی وہ کسی اور شخص کی بیعت کر بیٹھتے۔ تو پھر دو ہی صورتیں تھیں) یا تو ہم اس شخص کی بیعت پر مجبور ہو جاتے یا مخالفت کرتے تو آپس میں فساد (پھوٹ) پڑ جاتا۔ دیکھو! میں پھر یہی کہتا ہوں کہ جو شخص بغیر مسلمانوں کے صلاح مشورہ کے کسی کی بیعت کرے۔ تو دوسرے لوگ اس کی (بیعت کرنے میں) پیروی نہ کریں۔ نہ اس کی جس سے بیعت کی گئی۔ کیونکہ دونوں اپنی جانیں گنوا بیٹھیں گے۔"

حافظ ابن کثیر سیرۃ النبویہ ج ۴ صفحہ ۴۹۱ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت سعد بن عبادہؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سنایا تو انھوں نے

---

لہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو عبیدۃ بن الجراح نے بھی اس قسم کے الفاظ کہہ کر حضرت ابو بکرؓ کی موجودگی میں خلافت قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اس کا اعتراف بھی کیا تھا۔

ولقد علمتَ یا سعد! ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال — وانت قاعد — قریشٌ ولاۃ ھذا الامر، فبرُّ الناس تبع لبرّھم وفاجرھم لفاجرھم۔ فقال لہ سعد: صدقتَ، نحن الوزراء وانتم الأمراء۔"

"اے سعد! تم خوب جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا — اس وقت تم موجود تھے۔ "قریش امر خلافت کے والی ہیں۔ ان کے نیک نیکوں کا اور فاجر فاجروں کا اتباع کرتے ہیں۔" تو سعدؓ نے جواب دیا: "آپ نے سچ کہا۔ ہم وزیر ہوں گے اور تم امیر۔"

## ۴۔ بنو ہاشم کی بیعت میں تاخیر

جب انصار نے سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت کے متعلق مسئلہ چھیڑ ہی دیا۔ تو اس مسئلہ کی اہمیت اس بات کی متقاضی تھی کہ سب سے پہلے اب ادھر توجہ کی جائے۔ حضرت ابو بکرؓ اور ان کے چند ساتھی تو سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ گئے۔ لیکن بنو ہاشم وہاں عمداً نہیں گئے۔ کیونکہ سقیفہ مذکورہ میں موجود انصار و مہاجرین میں سے کوئی گروہ بھی حضرت علیؓ کے دعویٰ کی تائید کو تیار نہ تھا۔ لہٰذا انھوں نے حضرت فاطمہؓ بنت رسولؐ کے گھر کا رخ کیا۔ بخاری شریف کی مذکورہ طویل حدیث کی شرح میں فتح الباری میں امام مالکؒ سے یہ روایت درج ہے۔ از سیرۃ النبویہ ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۴۸۶)

وان علیاً والزبیر ومن کان معھما تخلّفوا فی بیت فاطمۃ بنت رسول اللہ۔

اور علیؓ اور زبیرؓ اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے، وہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کے گھر میں الگ جمع ہوئے۔

یہ بنو ہاشم گو تعداد میں کم تھے مگر اپنے دعوے میں متشدد تھے۔ طبری جلد ۳ کی یہ روایت اس معاملہ پر روشنی ڈالتی ہے۔

۔ تخلّف علیٌّ والزبیر واخترط الزبیر سیفہ وقال: لا اغمدہ حتی یبایع علیٌّ۔

اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے علیحدگی اختیار کی اور حضرت زبیرؓ نے تلوار میان سے کھینچ لی اور کہا: جب تک حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت نہ کی جائے میں تلوار کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



میان میں نہ ڈالوں گا۔"

## ۵۔ بیعتِ عامہ

وفات النبی کے دن ہی یعنی پیر کو سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابو بکرؓ خلیفہ منتخب ہوئے تو اس سے اگلے دن یعنی منگل کو مسجد نبوی میں عام بیعت ہوئی۔ اس کی تفصیل درج ذیل حدیث سے واضح ہے:۔

اخبرنی انس بن مالکؓ انه سمع خطبة عمر الاخرة حین جلس علی المنبر وذلك الغد من یوم توفی النبی صلی اللہ علیه وسلم فتشهد وابوبکر صامت لا یتکلم قال: کنت ارجو ان یعیش رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی یدبرنا یرید بذلك ان یکون اخرهم فان یك محمد قد مات فان اللہ تعالی قد جعل اظهرکم نوراً تهتدون به هدی اللہ محمداً صلی اللہ علیه وسلم وان ابابکر صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثانی اثنین فانه اولی المسلمین بامورکم فقوموا فبایعوه وکانت طائفة منهم قد بایعوه قبل ذلك فی سقیفة بنی ساعدة وکانت بیعة العامة علی المنبر۔ قال الزهری عن انس ابن مالك سمعت عمر یقول لابی بکر یومئذ اصعد المنبر فلم یزل حتی صعد المنبر فبایعه الناس عامة۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ باب الاستخلاف)

مجھ کو انس بن مالکؓ نے خبر دی۔ انھوں نے حضرت عمرؓ کا دوسرا خطبہ سنا جب وہ منبر پر بیٹھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن انھوں نے سنایا۔ انھوں نے تشہد پڑھا۔ حضرت ابوبکرؓ خاموش بیٹھے رہے۔ کوئی بات نہ کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے کہا مجھے تو یہ امید تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک زندہ رہیں گے جب ہم دنیا سے اٹھ جائیں گے اور آپ ہم سب کے بعد وفات پائیں گے۔ خیر اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے تم میں ایک نور باقی رکھا ہے جس سے تم راہ پاتے رہو گے۔ اسی نور سے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راہ بتلائی اور بلاشبہ ابوبکر صدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص رفیق اور ثانی اثنین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں۔ تمام مسلمانوں میں ان کو خلافت کا زیادہ حق ہے، سو اٹھو اور ان سے بیعت کرو۔

(حضرت عمرؓ نے یہ خطبہ اس وقت سنایا) جب مسلمانوں کا ایک گروہ پہلے ہی بنی ساعدہ کے منڈوے میں ابوبکرؓ سے بیعت کر چکا تھا (وہ بیعت خاص تھی) یہ بیعت عام مسجد نبوی میں منبر پر ہوئی۔

اسی سند سے زہری نے انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے برابر یہی کہتے رہے۔ اٹھو! منبر پر چڑھو۔ حتیٰ کہ وہ منبر پر چڑھے اور عوام الناس نے ان سے بیعت کی۔

## ۶۔ حضرت علی کی بیعت

سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تقریر کے دوران جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد پیش کیا کہ آئمہ قریش سے ہوں گے۔ تو جماعت انصار نے اس فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت بشیر بن سعدؓ خزرجی نے حضرت ابوبکرؓ کے خیالات کی پرزور تائید کی اور فرمایا:

"ہم نے اسلام کا بول بالا کرنے کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ فقط اطاعت رسول اور رضائے الٰہی کے لیے تھا۔ یہ مناسب نہیں کہ ہم اس کے عوض متاع دنیا کے خواہاں ہوں۔ ہمیں اجر دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ خلافت کی مستحق تم سے زیادہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم ہو سکتی ہے۔ تم لوگ اللہ کا خوف کرو اور مخالفت سے باز آؤ۔"

(طبری جلد ۳ صفحہ ۲۲۱)

چنانچہ اسی مجمع میں سے بیشتر انصار نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ باقی نے دوسرے دن بیعت کی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کچھ تعرض نہیں فرمایا۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی تھی کہ "انصار میں سے جو کوئی نیک ہو اس کی قدر کرنا اور جو برا ہو اس کے قصور سے درگزر کرنا" (بخاری۔ کتاب المناقب باب اقبلوا من محسنھم وتجاوزوا عن مسیئھم)

ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن عبادہؓ نے اسی دن بعد میں بیعت کر لی۔

البتہ حضرت علیؓ نے چھ ماہ بعد حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ جبکہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا انتقال ہو گیا۔ اس دوران کبھی کبھار بنو ہاشم حضرت فاطمہؓ کے مکان پر جمع ہو کر مشورے کرتے رہتے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور طبری نے تاریخ کبیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرؓ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



نے ایک بار حضرت فاطمہؓ کے دروازے پر کھڑے ہو کر فرمایا:[1]

"اے بنت رسول اللہ! خدا کی قسم آپ ہم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ تاہم اگر لوگ آپ کے یہاں اس طرح مجمع کرتے رہے تو میں ان لوگوں کی وجہ سے گھر میں آگ لگا دوں گا۔"

گو اس روایت کی صحت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم حضرت عمرؓ کی تندی مزاج سے یہ بات بعید نہ تھی اور یہی مزاج کی تندی بعض دفعہ بڑے بڑے اٹھنے ہوئے فتنوں کو دبا دیتی تھی۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ جب حضرت ابوبکرؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت عمرؓ کو نامزد کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس معاملہ کے متعلق حضرت عبدالرحمان بن عوف اور حضرت عثمانؓ سے مشورہ کر چکے تو حضرت طلحہؓ نے آپ کے پاس آ کر کہا تھا:

"آپ کی موجودگی میں حضرت عمرؓ نے ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کیا تھا؟ اب خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے اور آپ اس بارے میں خدا کو کیا جواب دیں گے؟ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ میں خدا سے کہوں گا۔ میں نے اس شخص کو امیر بنایا جو تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔"

حضرت علیؓ کی بیعت کی تفصیل بخاری۔ کتاب المغازی باب غزوہ خیبر میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے بغرض اختصار اس طویل حدیث کے چیدہ چیدہ اقتباسات یہ ہیں:

۱۔ "حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد حضرت علیؓ کے متعلق لوگوں کی وہ توجہ نہ رہی جو پہلے تھی۔ لہٰذا حضرت علیؓ نے بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

۲۔ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو اکیلے گھر پر آنے کی دعوت دی۔ دونوں ایک دوسرے کے مناقب بیان کرتے رہے۔ حضرت علیؓ نے یہ شکوہ کیا کہ آپ نے امر خلافت میں ہمیں مشورہ میں شامل نہیں کیا۔ آخر حضرت علیؓ نے کہا کہ شام کو میں مسجد نبوی میں بیعت کروں گا۔

۳۔ لیکن یہ بیعت ظہر کی نماز کے بعد ہی واقع ہو گئی۔ پہلے حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ کے فضائل بیان کیے پھر حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کے اور اپنی معذرت پیش کی۔ لوگوں کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ حضرت علیؓ "معروف" کی طرف لوٹ آئے ہیں اور اب وہ پہلے سے

---

[1] بحوالہ الفاروق۔ شبلی نعمانی۔ خلافت ابوبکر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

زیادہ حضرت علیؓ سے محبت کرنے لگے؟

## ۷- امرِ خلافت پر تنقید

اب یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ انصار سے سعد بن عبادہؓ اور بنو ہاشم سے حضرت علیؓ جو خلافت کے امیدوار تھے کیا وہ اس دعوئی میں حق بجانب تھے یا نہیں؟ اور کیا ان کا انتخاب ممکن بھی تھا یا نہیں۔

ہم پیراگراف ۵ میں ایسی پانچ مستند اور صحیح احادیث درج کر چکے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ طلبِ امارت یا اس کی آرزو کرنے سے منع فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا مندرجہ بالا دونوں بزرگوں کے اس دعوئی اور اقدامات بشری کمزوریوں کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ان کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں۔ تاہم وہ انسان ہی تھے، فرشتے یا معصوم من اللہ نہیں تھے۔

رہے حضرت ابوبکرؓ جن کی افضلیت کے سب قائل تھے (پیراگراف ۲) اور جن کی خلافت سے متعلق بہت سے اشارات بھی ملتے ہیں (پیراگراف ۳) ان کا امارت کی طلب کرنا ہرگز ثابت نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو مدینہ میں موجود ہی نہ تھے۔ یہ اطلاع ملنے پر مدینہ آئے تو ایسا کوئی ذکر نہیں گیا۔ بلکہ ان کے ساتھی حضرت عمرؓ تو یہ تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہ تھے کہ حضور وفات پا چکے ہیں۔ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے تو وہاں سے سقیفہ بنی ساعدہ کے سلسلہ میں بلا یا گیا۔ آئے، تقریر فرمائی تو صرف اس طرف توجہ دلائی کہ بموجب فرمانِ نبوی خلافت قریش میں ہوگی۔ خود قطعاً دعوئی نہیں کیا۔ بلکہ حضرت عمرؓ اور ابو عبیدہؓ بن الجراح کا نام لیا تو جس طرح حضرت عمرؓ نے یہ جواب دیا کہ آپ کی موجودگی میں خلیفہ بننا ہمیں سخت ناگوار ہے۔ آپ نماز میں آپ کے خلیفہ، سب سے افضل اور ثانی اثنین فی الغار ہیں۔ بالکل اسی طرح کا جواب حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے بھی دیا (طبری جلد ۳ ص ۲۲۱) آخر حضرت عمرؓ نے ان کا ہاتھ اٹھا کر بیعت کی۔ تو سب لوگوں نے بیعت کر لی۔

وہ اپنے خلیفہ بن جانے پر بھی چنداں خوش نہ تھے۔ جیسا کہ خلافت کے بعد ان کی پہلی تقریر سے ثابت ہوتا ہے (ملاحظہ ہو طلب امارت اور اس کی آرزو ص ۱۰۸) نیز آپ نے اپنی وفات کے وقت بھی یوں فرمایا تھا۔

وَدِدْتُ اَنِّی یَوْمَ سَقِیْفَۃِ بَنِی سَاعِدَۃَ کُنْتُ قَذَفْتُ الْاَمْرَ فِی عُنُقِ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



احد الرجلین ــ یرید عمر و ابا عبیدۃ ــ فکان احدھما امیرًا

وکنت وزیرًا (طبری ج ۳ ص ۲۰۳)

سقیفہ بنی ساعدہ کے دن میں چاہتا تھا کہ امر خلافت کا بار عمرؓ اور ابو عبیدہؓ میں سے کسی ایک کے سر پر ڈال دوں تاکہ ان میں سے کوئی ایک امیر بن جاتا اور میں وزیر ہوتا

اسی طرح حضرت عمرؓ اپنے خلیفہ نامزد ہونے پر چنداں خوش نہ تھے اور اس کا اظہار حضرت عمرؓ نے ایک تو اپنی وفات کے وقت کیا (دیکھیے انتخاب عثمانؓ) اور دوسرے اس بے رغبتی کا اظہار حضرت عمرؓ کے اس قول سے بھی ہوتا ہے جب غزوہ خیبر کے متعلق حضور اکرمؐ نے یہ فرمایا کہ کہ میں کل جھنڈا اس شخص کے ہاتھ میں دوں گا جو خیبر فتح کرے گا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے ۔

ما احببت الامارۃ الا یومئذ (مسلم۔ فضائل علی ابن ابی طالب)

مجھے اس دن کے علاوہ کبھی امارت کی خواہش نہ ہوئی۔

گویا اس لحاظ سے بھی حضرت ابو بکرؓ کی امارت کے لیے افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ کی خلافت پر اتفاق دو وجہ سے ناممکن تھا۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ قبیلہ قریش اپنی دینی و دنیوی برتری کی وجہ سے کسی قبیلہ کو اپنا ہمسر نہ سمجھتے تھے لہٰذا وہ کسی دوسرے قبیلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو تیار نہ تھے اور نہ ہی دوسرے قبائل اپنے ہمسر یا اپنے سے کم تر قبیلہ کی فرمانروائی قبول کر سکتے تھے۔ اسی حقیقت کو حضرت ابو بکرؓ نے ان الفاظ میں واضح فرمایا ہے۔

ان العرب لا تعرف ھذا الامر الا لھذا الحی من قریش (بخاری۔ کتاب المحاربین)

اہل عرب قبیلہ قریش کے علاوہ کسی دوسرے کی خلافت تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ انصار خود دو گروہ تھے۔ اوس اور خزرج اور ان کا باہم اتفاق نہ تھا گو خزرج تعداد میں زیادہ تھے اور اوس کی حیثیت بھی ثانوی قسم کی تھی تاہم ان میں باہمی رقابت کی کبھی ہوئی چنگاریاں ابھی تک موجود تھیں۔ ان حالات میں بہتر یہی تھا کہ کسی لائق تر شخص کا انتخاب کر کے انصار کے اس دعویٰ کو دبا دیا جاتا۔ اور اگر امارت کی بحث پہلے سے شروع نہ ہو چکی ہوتی تو حضرت ابو بکرؓ کا فوری اور متفقہ انتخاب عین ممکن تھا۔

اور تیسری وجہ یہ بھی تھی کہ انصار اور پھر خزرج کے قبائل میں سے بنو ساعدہ کو تقویٰ اور بزرگی کے لحاظ سے کوئی خاص مقام حاصل نہ تھا۔ جیسا کہ درج ذیل روایت سے معلوم ہوتا ہے اس روایت کے راوی بذات خود انصاری ہیں اور سعد بن عبادہؓ کے ذیلی قبیلہ، قبیلہ بنو ساعدہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



سے تعلق رکھتے ہیں۔

عن ابی حُمَید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: "اِنّ خیرَ دُورِ الانصار دار بنی النجار ثُمّ عبد الاشہل ثم دار بنی الحارث ثم بنی ساعدۃ وفی کل دُورِ الانصار خیر" فلحقنا سعد بن عبادۃ فقال ابو اُسید: "اَلم تر اَنّ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیّر الانصار فجعلنا اخیرًا" فادرک سعد النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یا رسول اللہ خیّر دُور الانصار فجعلتنا اٰخرًا۔ فقال: اَوَ لیس یُحِبُّکُم اَن تکونوا من الخیار (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب فضل دُورِ الانصار)

ابو حمید ساعدی کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر گھرانہ انصار کا بنی نجار کا گھرانہ ہے، پھر عبد الاشہل کا، پھر بنی حارث کا، پھر بنی ساعدہ کا اور انصار کے سب گھرانے اچھے ہیں۔" پھر سعد بن عبادہ ابو اُسید سے ملے تو کہنے لگے "ابو اُسید! تم نہیں دیکھتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف بیان کی تو ہم کو آخر میں کر دیا۔ پھر سعد بن عبادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور عرض کیا" یا رسول اللہ! انصار کے گھرانوں کی تعریف ہوئی تو ہمیں آخری درجہ دیا گیا؟" آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم اچھے لوگوں میں شمار ہوئے (اوّل، آخر کی کیا بات ہے)

بنو ہاشم بوجہ قرابت امارت کے دعوے دار اور اس نظریہ میں متشدد بھی تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ نے ان سے امارت ظلماً اور حسداً چھین لی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے تعلقات قریش کے ساتھ کچھ ایسے پیچ در پیچ تھے کہ قریشی کسی طرح ان کے آگے سر نہیں جھکا سکتے تھے۔ علامہ طبری نے حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس کے درمیان ایک مکالمہ نقل کیا ہے۔ جس سے اس حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

حضرت عمرؓ: عبداللہ بن عباس! علی ہمارے ساتھ کیوں نہیں شریک ہوئے؟

عبداللہ بن عباسؓ: میں نہیں جانتا۔

حضرت عمرؓ: تمہارے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی ہو۔ پھر تمہاری قوم تمہاری طرف دار کیوں نہیں ہوئی؟

عبداللہ بن عباس: میں نہیں جانتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



حضرت عمرؓ: لیکن میں جانتا ہوں۔ تمہاری قوم تمہارا سردار ہونا گوارا نہیں کرتی تھی۔

عبداللہؓ بن عباسؓ: کیوں؟

حضرت عمرؓ: وہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ایک ہی خاندان (بنو ہاشم) میں نبوت اور خلافت دونوں آجائیں۔ شاید تم یہ کہو گے کہ حضرت ابوبکرؓ نے ہمیں خلافت سے محروم کر دیا ہے۔ لیکن خدا کی قسم! یہ بات نہیں۔ ابوبکرؓ نے وہ کیا جس سے زیادہ کوئی مناسب نہیں ہو سکتی تھی۔ اگر وہ تم کو خلافت دینا بھی چاہتے تو تمہارے حق میں کچھ مفید نہ ہوتا۔" (طبری ص ۲۷۶۸ بحوالہ الفاروق ص ۲۶۶)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



# حضرت عمرؓ کا استخلاف

حضرت ابوبکرؓ کو اگرچہ مدتوں کے تجربے سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ خلافت کا بارِ گراں حضرت عمرؓ کے سوا اور کسی سے اٹھ نہیں سکتا۔ لہٰذا آپ نے حضرت عمرؓ کو نامزد کر دینے کا عزم کر لیا۔ اس نامزدگی سے متعلق آپ اکابر صحابہؓ کی رائے کا بھی اندازہ کرنا چاہتے تھے۔ ہم اس سلسلہ میں طبری جلد ۳ ص ۴۲۸ تا ص ۴۳۳ سے چیدہ چیدہ اقتباس پیش کر رہے ہیں :-

۱۔ وعقد ابوبکر فی مرضتہ التی تُوُفِّیَ فیھا لعمر بن الخطاب عقد الخلافۃ من بعدہ۔

وذکر انہ لما اراد العقد لہ دعا عبد الرحمٰن بن عوف فیما ذکر ابن سعد، عن الواقدی ........ قال لما نزل بابی بکر رحمہ اللہ الوفاۃ فدعا عبد الرحمٰن بن عوف، قال: اخبرنی عن عمر فقال، یا خلیفۃ رسول اللہ! ھو واللہ افضل من رایک فیہ من رجل، ولکن فیہ غلظۃ۔

فقال ابوبکر: ذٰلک لانہ یرانی رقیقا۔ ولو افضی الامر الیہ لترک کثیرا مما ھو علیہ۔

اور حضرت ابوبکرؓ نے اپنی مرض الموت میں اپنے بعد کے لیے حضرت عمر بن الخطاب کو خلیفہ مقرر فرمایا۔

کہا گیا ہے کہ جب انھوں نے خلیفہ مقرر کرنے کا ارادہ کر لیا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلایا جیسا کہ ابن سعد نے، اس نے واقدی سے ........ ذکر کیا ہے۔ کہ جب ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو آپ نے عبدالرحمان بن عوف کو بلایا اور کہا۔ عمرؓ کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضرت عبدالرحمانؓ نے کہا۔ اے خلیفہ رسولؐ! حضرت عمرؓ آپ کی رائے بھی زیادہ بہتر ہیں۔ لیکن مزاج میں سختی ہے۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔" وہ اس لیے سختی کرتے ہیں کہ میں نرم تھا۔ جب خلافت کا بوجھ سر پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



پڑے گا تو سب سختیاں دور ہو جائیں گی۔

۲۔ ثم دعا عثمان بن عفان، قال: یا ابا عبد اللہ۔ اخبرنی عن عمر۔ قال: انت اخبر بہ۔ فقال ابو بکر: علیّ ذلک یا ابا عبد اللہ! قال: اللھم علمی بہ ان سریرتہ خیر من علانیتہ وان لیس فینا مثلہ۔[1]

قال ابو بکر رحمہ اللہ: رحمک اللہ یا ابا عبد اللہ، لاتذکرھما ذکرت لک شیئا۔

پھر حضرت عثمان بن عفانؓ کو بلایا اور کہا اے ابو عبداللہ! حضرت عمرؓ کے متعلق کیا رائے ہے؟ حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ آپ ہم سے بہتر جانتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے ابوعبداللہ! بات واضح کیجیے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا: میرے علم کے مطابق ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں ان کا کوئی جواب نہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے ابوعبداللہ! اللہ آپ پر رحم کرے۔ دوسرے لوگوں سے اس بات کا تذکرہ مت کرنا۔

۳۔ جب اس بات کے چرچے ہوئے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کو خلیفہ کرنا چاہتے ہیں تو بعضوں کو تردد ہوا۔ چنانچہ حضرت طلحہؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے جا کر کہا کہ آپ کے موجود ہوتے عمرؓ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ اب وہ خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے۔ اب آپ خدا کے ہاں جاتے ہیں یہ سوچ لیجیے کہ خدا کو کیا جواب دیجیے گا؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔ میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو افسر مقرر کیا ہے جو تیرے بندوں میں سب سے اچھا تھا۔ (الفاروق۔ شبلی نعمانی)

۴۔ عن محمد بن ابراھیم بن الحارث۔ قال۔ دعا ابوبکر عثمان خالیا فقال اکتب۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم، ھذا ما عھد ابوبکر بن ابی قحافۃ

[1] ایک روایت کے مطابق آپ نے حضرت علیؓ کو بھی بلا کر پوچھا تو ان کا جواب بھی بعینہٖ حضرت عثمانؓ کے جواب کے مطابق تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الی المسلمین۔ اما بعد قال: ثم اُغمی علیہ، فذھب عنہ فکتب عثمان: اما بعد فانی قد استخلف علیکم عمر بن الخطاب، ولم آلکم خیراً منہ، ثم افاق ابوبکر فقال اِقرأ علیّ۔ فقرأ علیہ، فکبّر ابوبکرؓ۔

محمد بن ابراہیم حارث کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو تنہائی میں بلایا اور فرمایا: لکھو!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ عہد نامہ ہے جو ابوبکر بن ابو قحافہ نے مسلمانوں کی طرف سے طے کیا۔ اما بعد۔ راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت ابوبکرؓ کو غش آگیا۔ تو حضرت عثمانؓ نے یہ دیکھ کر لکھ دیا: اما بعد! بے شک میں نے تم پر عمر بن الخطاب کو خلیفہ بنایا ہے اور تمھاری بھلائی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔" پھر حضرت ابوبکرؓ کو افاقہ ہوا تو کہنے لگے: "مجھے پڑھ کر سناؤ کیا لکھا ہے؟ چنانچہ ان کو پڑھ کر سنایا گیا تو بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے۔

۵۔ عن ابی السفر۔ قال: اشرف ابوبکر علی الناس من کنیفہ واسماء بنت عمیس ممسکتہ، موشومۃ الیدین، وھو یقول:

اترضون بمن استخلف علیکم فانی واللہ ما الوت بن جھد الرای ولا ولیت ذا قرابۃ وانی قد استخلفت عمر بن الخطاب، فاسمعوا لہ واطیعوا۔ فقالوا سمعنا واطعنا۔

"ابوالسفر کہتے ہیں، حضرت ابوبکرؓ اپنے بالاخانے پر چڑھ کر لوگوں سے متوجہ ہوئے جبکہ اسماء بنت عمیس انھیں تھامے ہوئے تھیں جس کے دونوں ہاتھ گودے ہوئے تھے اور حضرت ابوبکرؓ کہتے تھے۔

جس شخص کو میں نے خلیفہ بنایا ہے کیا تم اس سے راضی ہو۔ خدا کی قسم میں نے رائے قائم کرنے میں کوئی کمی نہیں کی ہے اور اپنے کسی رشتہ دار کو نہیں بلکہ عمرؓ بن الخطاب کو مقرر کیا ہے۔ لہٰذا تم اس کی سنو اور اطاعت کرو۔ اس پر لوگوں نے کہا ہم سنیں گے اور اطاعت کریں گے۔"

۶۔ عن قیس، قال رایت عمر بن الخطاب وھو یجلس والناس معہ وبیدہ جریدۃ، وھو یقول ایھا الناس واسمعوا واطیعوا قول

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com


خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول انی لم آلکم نصحا۔

قال: ومعہ مولی لابی بکر یقال لہ شدید - معہ الصحیفۃ التی فیہا استخلاف عمر۔

قیس کہتے ہیں کہ میں نے عمر بن الخطاب کو دیکھا جو کہ لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک ورق تھا اور وہ کہتے تھے۔ اے لوگو! خلیفہ رسول اللہ (حضرت ابوبکرؓ) کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ وہ کہتے ہیں۔ "میں نے تمہاری خیرخواہی میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ راوی کہتا ہے: کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام شدید نامی تھے۔ اس غلام کے پاس وہ ورق تھا جس میں حضرت عمرؓ کی نامزدگی لکھی ہوئی تھی۔

۷۔ اور حافظ ابن کثیر کی روایت کے مطابق حضرت عمرؓ ہی حضرت ابوبکرؓ کی مرض الموت کے دوران (اور اس کے علاوہ بھی) جماعت کی امامت کراتے تھے، جس طرح حضرت ابوبکرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر موجودگی میں یہ فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ گویا حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ کی خلافت کا یہ واضح اشارہ تھا۔ استخلاف کے متعلق ابن کثیر کی یہ نہایت مختصر روایت اس طرح ہے:

وکان عمر ابن الخطاب یصلی عنہ فیہا بالمسلمین و فی اثناء ھذا المرض فکتبہ، بالامر من بعدہ الی عمر ابن الخطاب، وکان الذی کتب العہد عثمان بن عفان، وقرئ علی المسلمین فاقروا بہ و اسمعوا لہ واطاعوہ (البدایۃ والنہایۃ ج ۵ صـ)

اور حضرت ابوبکرؓ کی جگہ حضرت عمرؓ نماز پڑھایا کرتے تھے اور اس مرض کے دوران بھی۔ سو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے بعد عمر بن خطاب کے لیے امر خلافت لکھا اور جس شخص نے یہ عہد لکھا وہ عثمان بن عفانؓ تھے۔ یہ عہد مسلمانوں پر پڑھا گیا۔ جب پڑھا گیا تو لوگوں نے سنا اور اطاعت کی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

# انتخاب حضرت عثمانؓ

## ۱۔ حضرت عمرؓ سے نامزدگی کی درخواست

عن عبد اللہ ابن عمر قال: قیل لعمر: الا تستخلف؟ قال ان استخلف فقد استخلف من ھو خیر منی ابو بکر، وان اترک فقد ترک من ھو خیر منی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فاثنوا علیہ فقال: راغب راھب وددت انی نجوت منھا لا لی ولا علی، لا اتحملھا حیا ومیتا۔ (بخاری - کتاب الاحکام - باب الاستخلاف ۸۹۲)

عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں (جب) حضرت عمرؓ (زخمی ہوئے تو ان) سے کہا گیا۔ آپ کسی کو خلیفہ بنا دیجیے؟ فرمایا: "اگر خلیفہ مقرر کروں تو (بھی ٹھیک ہے کیونکہ) حضرت ابوبکرؓ نے، جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ مقرر کر گئے تھے اور اگر نہ کروں تو (بھی ٹھیک ہے کیونکہ) حضور اکرمؐ جو مجھ سے بہتر تھے خلیفہ نہیں بنا گئے تھے۔"

پھر لوگوں نے آپ کی تعریف شروع کی تو آپ نے فرمایا۔ کوئی تو میری تعریف دل سے کرتا ہے اور کوئی مجھ سے ڈر کر اور میں تو یہی غنیمت سمجھتا ہوں کہ خلافت کے معاملہ میں برابر پر چھوٹ جاؤں نہ مجھے ثواب ملے نہ عذاب ہو۔ میں اس بوجھ کو جسے زندگی بھر اٹھایا ہے۔ مرتے وقت بھی اٹھانا نہیں چاہتا۔

دوسری بار جب یہ بات دہرائی گئی تو آپ نے یوں جواب دیا:

ان عمر بن الخطاب لما طعن قیل لہ، یا امیر المومنین، لو استخلفت قال لمن استخلف؟ لو کان ابو عبیدۃ بن الجراح حیا، استخلفتہ، فان سألنی ربی قلت: سمعت نبیک یقول: وانہ امین ھذہ الامۃ۔ ولو کان سالم مولی ابی حذیفۃ حیا استخلفتہ، فان سألنی ربی قلت سمعت نبیک یقول: ان سالما شدید الحب للہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



فقال لہ رجل : ادلک علیہ ؟ عبد اللہ بن عمر، فقال : قاتلک اللہ

واللہ ما اردت بھذا ، ویحک کیف استخلف رجلا عجز عن طلاق

امرأتہ ! لا ارب لنا فی امورکم ، ما حمدتھا فارغب فیھا احد من اھل

بیتی ، ان کان خیرا فقد اصبنا منہ ، وان کان شرا فشرعنا آل عمر

بحسب آل عمران یحاسب منھم رجل واحد (الطبری ......)

حضرت عمرؓ بن الخطاب پر جب خنجر کا وار ہوا تھا تو آپ سے کہا گیا اے امیر المومنین کسی کو خلیفہ بنا جائیے۔ آپ نے کہا۔ کس کو جانشین بناؤں ؟ اگر ابو عبیدہ بن الجراحؓ زندہ ہوتے تو ان کو جانشین مقرر کر جاتا۔ میرا رب اگر مجھے اس بارے میں پوچھتا تو کہہ دیتا کہ تیرے نبی کی زبان سے سنا تھا کہ ابو عبیدہ اس امت کے امین ہیں "

پھر اگر ابو حذیفہ کے مولیٰ سالمؓ زندہ ہوتے تو انھیں خلیفہ نامزد کر جاتا۔ میرا رب پوچھتا تو کہہ دیتا کہ میں نے تیرے نبی کو فرماتے ہوئے سنا تھا "سالمؓ اللہ سے بہت محبت کرنے والا ہے "

کسی نے کہا "عبداللہ بن عمرؓ کو نامزد کر جائیے " آپ نے ناراضی کا اظہار فرمایا اور کہنے والے کو سخت سست کہا اور فرمانے لگے کہ "میں ایسے آدمی کو اپنا جانشین بنا جاؤں جو اپنی عورت کو طلاق دینے میں جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ ہمیں تمھارے معاملات کی کوئی خواہش نہیں۔ میں نے اسے کچھ اچھا نہیں پایا کہ اپنے گھر میں سے کسی اور کے لیے بھی اس کی خواہش کروں۔ اگر یہ حکومت اچھی چیز تھی تو اس کا مزہ ہم نے چکھ لیا۔ اور اگر یہ بری چیز تھی تو عمرؓ کے خاندان کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ کل کو خدا کے سامنے ان میں سے صرف ایک ہی آدمی سے حساب لیا جائے۔" (الطبری ج ۴ ص ۲۲۷-۲۲۸)

نامزدگی سے متعلق حضرت عمرؓ کے خیالات کی ترجمانی علامہ شبلی نعمانی نے تحقیق کے بعد ان الفاظ میں کی ہے :

"اس وقت (آپ کے زخمی ہونے کے بعد) اسلام کے حق میں جو سب سے اہم کام تھا وہ ایک خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا۔ تمام صحابہ بار بار حضرت عمرؓ سے خطاب کرتے تھے کہ اس مہم کو آپ طے کر جائیے۔ حضرت عمرؓ نے خلافت کے معاملے میں مدتوں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غور کیا تھا۔ اور اکثر سوچا کرتے تھے۔ بار بار لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا کہ سب سے الگ متفکر بیٹھے ہیں اور کچھ سوچ رہے ہیں۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خلافت کے باب میں غلطاں و پیچاں ہیں۔

مدت کے غور و فکر پر بھی ان کے انتخاب کی نظر کسی شخص پر جمتی نہ تھی۔ بارہا ان کے منہ سے بے ساختہ آہ نکل گئی۔ کہ افسوس! اس بارِ گراں کا اٹھانے والا کوئی نظر نہیں آتا۔ تمام صحابہ میں اس وقت چھ شخص تھے جن پر انتخاب کی نظر پڑ سکتی تھی۔ علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور عبدالرحمان بن عوفؓ لیکن حضرت عمرؓ ان سب میں کچھ نہ کچھ کمی پاتے تھے اور اس کا انھوں نے مختلف موقعوں پر اظہار بھی کر دیا تھا۔ چنانچہ طبری وغیرہ میں ان کے ریمارک بتفصیل مذکور ہیں۔ مذکورہ بالا بزرگوں میں وہ حضرت علیؓ کو سب سے بہتر جانتے تھے لیکن بعض اسباب سے ان کی نسبت بھی قطعی فیصلہ نہ کر سکتے تھے۔

غرض وفات کے بعد جب لوگوں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ ان چھ شخصوں میں سے جس کی نسبت کثرت رائے ہو وہ خلیفہ منتخب کر لیا جائے۔"

## ۲۔ چھ رکنی کمیٹی اور اس کا طریق کار

بعد ازاں جب حضرت عمرؓ آخری وصیتیں فرما رہے تھے تو لوگوں نے پھر ولی بنانے کو کہا: اس بارہ میں حضرت عمرؓ کی تجاویز یہ تھیں (طویل حدیث سے اقتباس لیا گیا ہے)

فقالوا اَوصِ یا امیرالمومنین استَخلِف۔ قال ما اَجِدُ احق بهذا الامر من هٰؤلاء النفرِ او الرهط الذین توفی رسول الله صلّی الله علیه وسلم وهو عنهم راضٍ فسمّٰی علیاً وعثمان والزبیر وطلحة وسعد وعبدالرحمٰن۔ وقال یشهدکم عبدالله بن عمر ولیس لَهٗ من الامر شیئٌ کهیئة التعزیة لهٗ فان اصابت الامرة سعداً فذاك والا فلیستعن به ......... فلما فُرِغ من دفنه اجتمع هٰؤلاء الرهط فقال عبدالرحمن اجعلوا امرکم الی ثلاثة منکم۔ فقال الزبیر قد جعلت امری الی علیٍّ، وقال طلحة قد جعلت امری الی عثمانؓ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



وقال سعدٌ قد جعلت اَمْرِی الی عبد الرحمن بن عوفٍ ۔ فقال عبدالرحمٰن ایکما تبرّأ من ھذا الامر؟ فنجعلہ الیہ، واللہ علیہ والاسلام لَیَنْظُرَنَّ افضلھم فی نفسہ ۔ فاسکت الشیخان ۔ فقال عبدالرحمٰن اتجعلونہ الیّ واللہ عَلَیَّ اَنْ لا آلوا عن افضلکم؟ قالا ۔ نعم ۔ فاخذ بید احدھما فقال لک قرابۃ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والقدم فی الاسلام ما قد علمت فاللہ علیک لئن امرتک لتعدلن ولئن اَمَّرْتُ عثمان لتسمعن ولتطیعن ثُمَّ خَلَا بالآخر فقال لہ مثل ذلک ۔ فلما اخذ المیثاق قال ارفع یدک یا عثمان فبایعہ، فبایع لہ عَلِیٌّ وَوَلَجَ اھل الدار فبایعوہ ۔ (بخاری ۔ کتاب المناقب باب قصۃ البیعۃ والاتفاق علی عثمان)

لوگوں نے کہا اے امیرالمومنین کسی کو خلیفہ بنا جائیے! آپ نے کہا، خلافت کا حق داران چند لوگوں کے سوا کوئی نہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم راضی رہے۔ انھوں نے علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، طلحہؓ اور عبدالرحمٰن بن عوفؓ[1] کا نام لیا اور کہا کہ عبداللہ بن عمرؓ مشورہ میں تمہارے ساتھ شریک رہے گا۔ لیکن خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہیں۔ یہ عبداللہ کو تسلی دینے کے لیے کہا۔ پھر اگر خلافت سعدؓ کو مل گئی تو بہتر، ورنہ جو خلیفہ ہو وہ سعد سے مدد لیتا رہے....

پھر جب ان کے دفن سے فراغت ہوئی تو یہ چھ آدمی ایک جگہ اکٹھے ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا۔ چھ آدمی تین کو اپنے میں سے مختار کر دو۔ چنانچہ زبیرؓ نے حضرت علیؓ کو، طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کو اور سعدؓ نے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو اختیار دے دیا (ان کے حق میں دستبردار ہو گئے (اور چھ سے تین رہ گئے)

پھر حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں سے

---

[1] عشرہ مبشرہ سے یہی لوگ باقی تھے۔ ابو عبیدہؓ بن الجراح تو وفات پا چکے تھے اور سعید بن زیدؓ حضرت عمرؓ کے چچازاد بھائی تھے۔ اس نے نام آپ نے عمداً نہیں لیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ج، ص۱۴۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کہا۔ تم دونوں میں سے جو کوئی خلافت کا طالب نہ ہو ہم اس کو خلیفہ بنائیں گے اللہ اور اسلام گواہ رہے ہیں۔ میں اسی کو تجویز کروں گا جو میرے نزدیک افضل ہے۔ یہ سن کر دونوں بزرگ خاموش ہو گئے۔

پھر عبدالرحمٰن رضؓ نے دونوں سے کہا "کیا تم مجھے مختار بناتے ہو؟ خدا کی قسم میں اسی کو خلیفہ بناؤں گا جو افضل ہوگا۔" دونوں نے کہا ٹھیک ہے" حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ نے ان میں سے ایک (حضرت علی رضؓ) کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا۔ تمھیں آنحضرت سے قرابت ہے اور تمھارا اسلام بھی پرانا ہے جیسا کہ تم خود جانتے ہو۔ اللہ تمھارا نگہبان ہو۔ اگر میں تمھیں خلیفہ بناؤں تو تم عدل کروگے اور اگر عثمان کو بناؤں تو اس کا حکم سنوگے اور اس کی طاعت کروگے۔ پھر عثمان رضؓ سے تنہائی میں یہی گفتگو کی۔ جب دونوں سے اقرار لے چکے تو کہنے لگے۔ عثمان رضؓ اپنا ہاتھ اٹھاؤ۔ سو عبدالرحمٰن رضؓ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی پھر علی رضؓ نے بیعت کی اور سارے مدینہ والے گھس پڑے اور انھوں نے بھی بیعت کر لی۔

## ۳۔ حضرت عثمان رضؓ کو کیوں منتخب کیا گیا (معیار انتخاب)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ان دونوں بزرگوں میں سے حضرت عثمان کو کیسے افضل قرار دیا۔ اس کی تفصیل درج ذیل حدیث سے واضح ہے۔

ان المسور بن المخرمة اخبره ان الرّهط الذين ولّاهم عمر اجتمعوا فتشاوروا۔ قال لهم عبد الرحمٰن لست بالذی انافسكم على هذا الامر ولكنكم ان شئتم اخترت لكم منكم۔ فجعلوا ذلك الى عبد الرحمٰن۔ فلما ولّوا عبد الرحمن امرهم فمال الناس على عبد الرحمٰن حتّٰى ما ارىٰ احدًا من الناس يَتَّبِعُ اولئك الرهط ولا يَطَأُ عَقِبَهُ ومال الناس على عبد الرحمٰن يشاورونه تلك الليالی حتّٰى اذا كانت الليلة التی اصبحنا منها فَبَايَعْنَا عثمان قال المِسْوَرُ طرقنی عبد الرحمٰن بعد هجع من الليل فضرب الباب حتّٰى استيقظت فقال اراك نائمًا فوالله ما اكْتَحَلْتُ هذه الليلة بكبير نوم۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



انطلق فادع الزبیر و سعداً۔ فدعوتهما له فشاورهما ثم دعانی فقال: ادع لی علیاً۔ فدعوته فناجاه حتی ابهار اللیل۔ ثم قام علیٌ من عنده وهو علی طمع وقد کان عبدالرحمٰن یخشی من علیٍ شیئاً۔ ثم قال ادع لی عثمان فدعوته فناجاه حتی فرق بینهما المؤذن بالصبح۔ فلما صلی الناس الصبح واجتمع اولئک الرهط عند المنبر فارسل الی من کان حاضراً من المهاجرین والانصار وارسل الی امراء الاجناد وکانوا وافوا تلک الحجۃ مع عمر فلما اجتمعوا تشهد عبدالرحمٰن ثم قال اما بعد! یا علیُ انی قد نظرت فی امر الناس فلم ارهم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا۔ فقال ابایعک علی سنۃ اللہ ورسولہ والخلیفتین من بعدہ فبایعہ عبدالرحمان وبایعہ الناس المہاجرون والانصار وامراء الاجناد والمسلمون (بخاری۔ کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس)

حضرت مِسور بن مخرمہ نے بیان کیا کہ حضرت عمرؓ نے جن چھ آدمیوں کو خلافت کے لیے نامزد کر گئے تھے، وہ سب جمع ہوئے اور مشورہ کیا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا مجھے اس امر خلافت سے کوئی دلچسپی نہیں۔ ہاں اگر تم چاہو تو تم میں انتخاب کر سکتا ہوں۔ انھوں نے عبدالرحمٰن کو یہ اختیار دے دیا۔ جب اختیار دے چکے تو لوگ عبدالرحمٰن کی طرف مائل ہو گئے۔ کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو ان نامزدگان کے پیچھے نہ چل رہا ہو اور جسے دیکھو وہ ان راتوں میں حضرت عبدالرحمٰنؓ سے مشورہ کر رہا ہوتا یہاں تک کہ وہ رات آگئی جس کی صبح ہم نے عثمانؓ کی بیعت کی۔

مِسور بن مخرمہ کہتے ہیں جب وہ رات آئی تو تھوڑی رات گئے عبدالرحمانؓ بن عوف نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں جاگ اٹھا تو کہنے لگے۔ واہ تم سو رہے ہو۔ میں اس رات (یا دن تین راتوں میں) کچھ زیادہ نہیں سویا۔

جاؤ زبیر (بن عوام) اور سعد بن ابی وقاص) کو بلا لاؤ۔ میں انہیں بلا لایا۔ عبدالرحمٰنؓ ان سے مشورہ کرتے رہے۔ پھر مجھے بلایا اور کہا۔ اب علیؓ کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا تو آدھی رات تک ان سے سرگوشیاں کرتے رہے۔ جب علیؓ ان کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



پاس آ بیٹھے۔ حضرت علیؓ پر امید تھے۔ لیکن عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو حضرت علیؓ کے سلسلہ میں کچھ خطرہ تھا۔

پھر مجھے کہا اب عثمانؓ کو بلا لاؤ۔ میں بلا لایا تو سرگوشیاں کرنے لگے تا آنکہ موذن کی صبح کی اذان نے انھیں جدا کیا۔ جب لوگوں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو یہ چھ اشخاص منبر کے پاس جمع ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ نے مدینہ میں موجود سب مہاجرین وانصار کو بلا بھیجا۔ اور ان فوج کے سرداروں کو بھی جنھوں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج ادا کیا تھا اور وہ موجود تھے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے تشہد پڑھا پھر کہنے لگے "علیؓ! تم برا نہ ماننا میں نے سب لوگوں سے اس معاملہ میں گفتگو کی وہ عثمانؓ کو مقدم رکھتے ہیں ان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔"

پھر عثمانؓ سے کہا۔ میں تم سے اللہ کے دین اور اس کے رسول کی سنت اور اس کے بعد دونوں خلیفوں کے طریق پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر عبدالرحمٰنؓ نے بیعت اور جتنے مہاجرین وانصار، فوجوں کے سردار اور عام مسلمان وہاں موجود تھے، سب نے بیعت کر لی۔

## ۴ - استصواب عامہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے انتخاب میں کس قدر جانفشانی سے کام لیا۔ البدایہ والنہایہ کی درج ذیل عبارت میں اس کا تفصیلی ذکر ہے:

ثم نهض عبد الرحمن رضي الله عنه يستشير الناس فيهما ويجمع رأي المسلمين برأي رؤوس الناس واقيادهم جميعاً واشتاتاً، مثنى وفرادى، ومجتمعين، سراً وجهراً حتى خلص الى النساء المخدرات في حجابهن، وحتى سأل الولدان في المكاتب، وحتى سأل من يرد من الركبان والاعراب الى المدينة، في مدة ثلاثة ايام ولياليها. فلم يجد اثنين يختلفان في تقدم عثمان بن عفان، إلا ما ينقل عن عمار والمقداد انهما اشارا بعلي بن ابي طالب ثم بايعا مع الناس على ما سنذكره. فسعى في ذلك عبد الرحمن ثلاثة ايام بلياليها

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ینتھض بکثیر یوم الاصلوٰۃ ودعائہ واستخارۃ وسوالا من ذوی الرأی عنھم، فلم یجد احدا یعدل لعثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ (البدایۃ والنہایۃ ج ۷ ص ۱۴۶)

پھر حضرت عبدالرحمان بن عوف ان دونوں (حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ) کے متعلق لوگوں سے مشورہ کرنے میں مشغول ہو گئے۔ آپ اکابر سے بھی مشورہ کرتے اور ان کے پیروکاروں سے بھی۔ اجتماعاً بھی اور متفرق طور پر بھی۔ اکیلے اکیلے سے بھی اور دو دو سے بھی۔ خفیہ بھی اور علانیہ بھی، حتیٰ کہ پردہ نشین عورتوں سے بھی مشورہ کیا۔ مدرسے کے طالب علموں سے بھی، اور مدینہ کی طرف آنے والے سواروں سے بھی، بدووں سے بھی جنھیں وہ مناسب سمجھتے۔ تین دن اور تین راتیں یہ مشورہ جاری رہا۔ آپ نے دو آدمیوں کے سوا سب لوگوں کو حضرت عثمانؓ کی خلافت کے حق میں پایا۔ البتہ حضرت عمار اور مقدادؓ نے حضرت علیؓ کے حق میں مشورہ دیا۔ لیکن بعد میں ان دونوں نے بھی (حضرت عثمانؓ) کی دوسرے لوگوں کے ساتھ بیعت کی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

سو حضرت عبدالرحمٰنؓ ان تین دن اور تین راتوں میں بہت کم سوئے۔ وہ اکثر نماز، دعا، استخارہ اور ان لوگوں سے مشورہ میں وقت گزارتے تھے جن کو وہ مشورہ کا اہل سمجھتے۔

سو آپ نے (اس مشورہ کے دوران) کسی کو بھی نہ پایا۔ جو حضرت عثمانؓ کے برابر کسی کو سمجھتا ہو۔

## ۵۔ قواعد انتخاب

۱۔ خلیفہ کے انتخاب کے لیے تین دن کی مدت حضرت عمر فاروقؓ نے مقرر کی تھی۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو صرف رائے دینے کی حد تک نامزد شدہ کمیٹی میں شامل ہونے کی اجازت تھی۔

۳۔ حضرت مقدادؓ کو یہ حکم دیا گیا کہ جب تک یہ لوگ اپنے میں سے خلیفہ منتخب نہ کر لیں کسی دوسرے کو اندر نہ جانے دینا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



حضرت مقداد الاسود اور ابو طلحہ انصاریؓ نے وصیت فاروقی کے مطابق حضرت صہیب رضؓ کو تین دن کے لیے عارضی طور پر (تا انتخاب خلیفہ) مدینہ کا امام مقرر کیا اور خود اپنے آدمیوں کی جمعیت لے کر (۵۰ آدمی) حضرت مسوّر بن مخرمہ اور بقول بعض حضرت عائشہ رضؓ کے مکان سے جہاں نامزد شدہ ارکان خلیفہ کے انتخاب کے لیے جمع ہوئے تھے ۔ کے دروازے پر حفاظت کی غرض سے بیٹھ گئے سوائے حضرت عبد اللہ بن عمر رضؓ کے کوئی اس میں داخل نہ ہو سکتا تھا۔

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ بھی آکر دروازہ پر بیٹھ گئے۔ حضرت سعد بن وقاصؓ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ان دونوں کو وہاں سے اٹھوا دیا۔ تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم بھی اصحاب شوریٰ میں شامل تھے۔

تین دن بعد جب حضرت عبد الرحمان بن عوف مسجد میں خلافت کا اعلان کرنے والے تھے تو کچھ لوگوں نے اعلان سے قبل اپنی رائے ظاہر کرنا شروع کر دی تھی۔ حالانکہ یہ لوگ شوریٰ میں سے نہ تھے۔ مثلاً حضرت عمارؓ نے کہا کہ میں حضرت علی رضؓ کو مستحق خلافت سمجھتا ہوں۔ ابن ابی سرحؓ اور عبد اللہ بن ابی ربیعہ رضؓ نے کہا کہ ہم حضرت عثمان کو زیادہ مستحق و مناسب پاتے ہیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر حضرت سعد بن وقاص رضؓ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضؓ سے کہا۔ "آپ دیر کیوں کر رہے ہو؟ اندیشہ ہے کہ مسلمانوں میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہو جائے لہٰذا جلد اپنی رائے کا اظہار کر کے یہ مسئلہ ختم کرو۔" چنانچہ آپ نے اعلان کر دیا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۷، ص۱۴۵)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



# انتخاب حضرت علیؓ

(اقتباسات از روایات طبری ج ۴ از صفحہ ۴۳۲ تا ۴۳۵)

۱- عن محمد بن عبد اللہ بن سواد بن نویرۃ، و طلحۃ بن الاعلم، و ابو حارثۃ و ابو عثمان، قالوا: بَقِیَت المدینۃ بعد قتل عثمان رضی اللہ عنہ خمسۃ ایام، و امیرھا الغافقی بن حرب، یلتمسون من یُجِیبُھُم الی القیام بالامر فلا یجدونہ۔ یاتی المصریون علیا فیختبی منھم وَیَلُوذُ بِحیطان المدینۃ، فاذا لقوھم، باعَدَھم و تبرّا منھم و من مقالتھم مرۃ بعد مرۃ۔ و یطلب الکوفیون الزبیر فلا یجدونہ فارسلوا الیہ حیث ھو رُسُلًا: فباعدھم و تبرا من مقالتھم و یطلب المصریون طلحۃ فاذا لقیھم باعَدَھم و تبرا من مقالتھم مرۃ بعد مرۃ، و کانوا مجتمعین علی قتل عثمان، مختلفین فیمن یَتَوَّنَ، فلما لم یجدوا ممالئا ولا مجیبا جمعھم الشر علی اَوّلِ من اجابھم و قالوا: لا نُوَلِّی احدا من ھؤلاء الثلاثۃ فبعثوا الی سعد بن ابی وقاص و قالوا انک من اھل الشوری فرایُنا فیک مجتمع، فَاَقْدِم نُبایِعکَ۔ فبعث الیھم: اِنِّی و ابن عمر خرجنا منھا فلا حاجۃ لی فیھا۔

ثم انھم اتوا ابن عمر عبد اللہ، فقالوا: انت ابن عمر فقم لھذا الامر، فقال: ان ھذا الامر انتقاما واللہ لا اتعرض لہ فالتمسوا غیری: فَبَقُوا حَیَارٰی لا یدرون ما یصنعون والامر امرھم (ص ۴۳۲)

محمد بن عبد اللہ بن سواد بن نویرہ، طلحہ بن الاعلم، ابو حارثہ اور ابو عثمان سے روایت ہے۔ کہتے ہیں شہادتِ عثمان کے بعد پانچ دن تک غافقی بن حرب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امارت کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ یہ لوگ کسی ایسے شخص کی تلاش میں تھے جو امارت قبول کرے لیکن ناکام رہے۔ مصری لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے تو وہ ان سے محجوب ہو گئے اور مدینہ کی ایک فصیل میں پناہ لی۔ جب یہ ان سے ملے تو حضرت علیؓ نے ان سے اور ان کے مطالبہ سے بار بار بیزاری کا اظہار کیا۔ اور کوفی لوگ حضرت زبیر کو امام بنانا چاہتے تھے۔ ان لوگوں نے حضرت زبیر کو کہیں نہ پایا۔ تو ان کی تلاش کے لیے آدمی بھیجے۔ حضرت زبیرؓ نے بھی ان سے اور ان کے مطالبہ سے بیزاری کا اظہار کیا۔ اور بصری لوگ حضرت طلحہؓ کو امیر بنانا چاہتے تھے۔ جب یہ ان سے ملے تو انھوں نے بھی ان سے اور ان کے مطالبہ سے بیزاری کا اظہار کیا۔ یہ سب حضرت عثمان کو شہید کر دینے پر متفق تھے مگر نئے امام کے تقرر میں اختلاف رکھتے تھے۔ پھر جب ان لوگوں کو کوئی بھی ایسا آدمی نہ ملا جو ان کے مطالبہ کو قبول کرتا یا جھوٹے وعدہ سے ہی ان کو خوش کر دیتا۔ وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ جو امارت قبول کرے اسے امیر بنا دیا جائے۔ اور کہنے لگے ہم ان تینوں میں سے کسی کو بھی امیر نہیں بنائیں گے۔ انھوں نے حضرت سعد بن وقاص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا۔ آپ اہل شوریٰ سے ہیں۔ ہم آپ کی امامت پر متفق ہیں۔ سو آگے آئیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ حضرت سعدؓ نے جواب دیا۔ میں اور عبداللہ بن عمر دونوں اس معاملہ سے باہر ہیں۔ مجھے اس امارت کی کوئی ضرورت نہیں۔

پھر یہ لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس آئے اور کہا۔ آپ حضرت عمرؓ کے بیٹے ہیں۔ آپ خلافت کے لیے کھڑے ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا۔ یہ سب انتقامی کارروائی ہے۔ خدا کی قسم میں اس سے تعرض نہ کروں گا۔ میرے سوا کوئی اور آدمی ڈھونڈو۔ اب یہ لوگ سخت پریشان ہوئے اور نہیں جانتے تھے کہ اس معاملہ میں کیا کریں۔

۲ - عن محمد وطلحة، قالا: فقالوا لهم: دونكم يا اهل المدينة فقد اجلنا كم يومين، فوالله لئن لم تفرغوا لنقتلن غداً علياً وطلحة والزبير واناساً كثيراً، فغشى الناس علياً۔ فقالوا: نبايعك وقد ترى ما انزل بالاسلام وما ابتلينا به من ذوى القربى فقال

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



علی دعوفی دا لتمسوا غیری (۲۳۲)

محمد اور طلحہ کہتے ہیں۔ اب ان لوگوں نے اہلِ مدینہ سے کہا کہ تمہیں دو دن کی مہلت ہے۔ اس دوران کوئی امیر مقرر کر لو۔ ورنہ اگلے دن ہم علیؓ، زبیرؓ اور طلحہؓ کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں کو قتل کر دیں گے۔ پس لوگ حضرت علیؓ کے گرد ہو گئے اور کہا ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ پہلے اسلام لانے والوں سے ہیں اور ذوی القربیٰ سے ہیں۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ مجھے چھوڑ دو۔ کوئی دوسرا آدمی تلاش کرو۔

۳۰ - عن الشعبی قال: لما قتل عثمان رضی الله عنه اتی الناس علیاً و هو فی سوق المدینة، وقالوا له، ابسط یدک نبایعک۔ قال لا تعجلوا فان عمر کان رجلاً مبارکاً وقد اوصیٰ بها شوریٰ فامهلوا یجتمع الناس ویتشاورون۔ فارتد الناس عن علیٍ ثم قال بعضهم، ان رجع الناس الی امصارهم بقتل عثمان ولم یقم بعده قائم بهذا الامر لم نأمن اختلاف الناس وفساد الامة فعادوا الی علیٍ فاخذ الاشتر بیده فقبضها علی فقال الجیں ثلاثة: اما والله لئن ترکتها لتقصرن عینیک علیها حیناً۔ فبایعته العامة۔ واهل الکوفة یقولون ان اول من بایعه اشتر۔ (۲۳۳)

شعبی کہتے ہیں جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے جبکہ وہ مدینہ کے بازار میں تھے۔ اور کہنے لگے ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ جلدی نہ کرو۔ حضرت عمرؓ بابرکت انسان تھے اور انھوں نے مشورہ کی تاکید فرمائی تھی، سو انتظار کرو تاکہ لوگ اکٹھے ہوں اور مشورہ کریں۔ سو لوگ حضرت علیؓ کے پاس سے چلے گئے۔ پھر بعض لوگوں (شر پسندوں) نے کہا۔ اگر ہم لوگ شہادتِ عثمانؓ کے بعد بغیر امیر کے تقرر کے اپنے شہروں کو چلے گئے تو ہماری خیر نہیں۔ اور امت میں فساد ہو گا۔ وہ دوبارہ حضرت علیؓ کے پاس آئے۔ اشتر (نخعی) نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور انہیں قابو کیا اور تین بار کہا، اے خائن! خدا کی قسم اگر تو نے اس امارت کو ترک کیا تو ابھی تمہاری آنکھیں نکال دی جائیں گی۔ [1]

[1] ان شر پسندوں اور غنڈوں کا طرزِ تخاطب ملاحظہ فرمائیے۔ نیز یہ بھی کہ کس صورتِ حال میں حضرت علیؓ خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر عام لوگوں نے بیعت کی۔ اہل کوفہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اشتر نے آپ کی بیعت کی۔

۴ - عن عبد الرحمان بن جندب عن ابيه قال، لما قتل عثمان رضي الله عنه واجتمع الناس على عليٍّ، ذهب الاشتر وجاء بطلحة فقال له دعني انظر ما يصنع الناس۔ فلو يدعه وجاء به يتلّه تلاًّ عنيفاً وصعد المنبر فبايع۔ (۴۳۵)

عبدالرحمٰن بن جندب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے اور لوگ حضرت علیؓ کی خلافت پر متفق ہو گئے تو اشتر گیا اور طلحہؓ کو ساتھ لے آیا۔ حضرت طلحہ کہنے لگے مجھے چھوڑ دو۔ میں دیکھوں گا لوگ اس معاملہ میں کیا کرتے ہیں۔ لیکن اس نے نہ چھوڑا اور سختی کے ساتھ کھینچ کر لے آیا۔ چنانچہ وہ منبر پر چڑھے اور بیعت کی۔

۵ - عن الحارث الوالبي: قال جاء حكيم بن جبلة بالزبير حتى بايع: فكان الزبير يقول: جاءني لص من لصوص عبد القيس فبايعت و اللج على عنقي (۴۳۵)

حارث الوالبی کہتے ہیں۔ حکیم بن جبلہ حضرت زبیر کو لے کر آیا حتیٰ کہ انھوں نے بیعت کی۔ حضرت زبیر کہا کرتے تھے۔ عبد القیس کے چوروں میں سے ایک چور میرے پاس آیا اور میں نے بیعت کی جبکہ تلوار میری گردن پر تھی۔

۶ - عن محمد بن حنفية قال كنت مع ابي حين قتل عثمان رضي الله عنه، فقام فدخل منزله، فاتاه اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا ان هذا الرجل قد قُتِل ولا بُدَّ للناس من امام ولا نجد اليوم احدًا احق بهذا الامر منك، لا اقدم سابقة ولا اقرب من رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ فقال: لا تفعلوا فاني اكون وزيرًا خيرٌ من ان اكون اميرًا، فقالوا والله ما نحن بفاعلين حتى نبايعك قال ففي المسجد، فان بيعتي لا تكون خفيًا ولا تكون الا عن رضا المسلمين۔

قال سالم بن ابي الجعد، فقال عبد الله بن عباس لقد كرهت ان ياتي المسجد مخافة ان يشغب عليه وابى هو الا المسجد، فلما دخل المهاجرون والانصار فبايعوه ثم بايعه الناس۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

محمد بن خنفیہ کہتے ہیں۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو میں اپنے باپ (حضرت علیؓ) کے ساتھ تھا۔ آپ کھڑے ہوئے پھر ان کے گھر میں داخل ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے، حضرت عثمانؓ تو شہید ہو گئے۔ اور امام کے بغیر لوگوں کے لیے کوئی چارہ نہیں۔ اور ہم آج امارت کے لیے آپ سے زیادہ مناسب کوئی آدمی نہیں دیکھتے۔ سابقت فی الاسلام کی وجہ سے بھی اور حضورؐ کے ساتھ قرابت کی وجہ سے بھی۔ حضرت علیؓ نے کہا۔ "ایسا نہ کرو۔ میں امیر بننے سے زیادہ وزیر بننا پسند کرتا ہوں۔" لوگوں نے کہا۔ "خدا کی قسم! ہم تو آپ ہی کی بیعت کریں گے۔" حضرت علیؓ نے کہا۔ "تو پھر یہ مسجد میں ہو گی۔ میری بیعت خفیہ طریقے سے یا مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔" سالم بن ابی جعد کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس نے کہا کہ میں حضرت علیؓ کے مسجد میں جانے کو ناپسند کرتا تھا مبادا کوئی آفت نہ پڑ جائے۔ مگر علیؓ نے مسجد کے سوا کچھ تسلیم نہ کیا۔ جب وہ داخل ہوئے تو مہاجر اور انصار بھی داخل ہوئے۔ سو انھوں نے بیعت کی۔ پھر عام لوگوں نے بیعت کی۔

۷ ۔ عن عبد اللہ بن الحسن قال لما قتل عثمان رضی اللہ عنہ بایعت الانصار علیًا، الا نُفَیرا یسیرا، منهم حسان بن ثابت، وکعب بن مالک ومسلمة بن مخلد، وابو سعید الخدری، ومحمد بن مسلمة والنعمان بن بشیر وزید بن ثابت، ورافع بن خدیج، وفضالة بن عبید، وکعب بن عجرة کانوا عثمانیه۔

قال، وحدثنی مَن سمع الزهری یقول: هرب قوم من المدینة الى الشام فلم یبایعوا علیا، ولم یبایعه قدامة بن مظعون، وعبد الله بن سلام والمغیرة ابن شعبة وقال الاخرون: انّما بایع طلحة والزبیر کرهاً۔

وقال بعضهم لم یبایعه الزبیر (۴۳۰)

عبداللہ بن حسن کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے تو انصار نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی سوائے چند اشخاص کے۔ حسان بن ثابت، کعب بن مالک، مسلمہ بن مخلد، ابو سعید خدری، محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



رافع بن خدیج، فضالہ بن عبید، کعب بن عُجرہ انہی میں سے تھے اور یہ سب حضرت عثمان کے حامی تھے۔

راوی کہتا ہے۔ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے زہری سے سنا کہ ایک قوم مدینہ سے شام کی طرف بھاگ گئی اور حضرت علیؓ کی بیعت نہ کی اور قدامہ بن مظعون عبداللہ بن سلام، مغیرہ بن شعبہ نے بھی بیعت نہ کی۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت طلحہؓ اور زبیر نے بھی جبری بیعت کی تھی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے بیعت نہیں کی تھی۔

حضرت علیؓ کی بیعت کا قصہ تاریخ کی دوسری مشہور کتب میں بھی مذکور ہے۔ اب ہم اس واقعہ کو تسلسل کے ساتھ بیان کریں گے اور جہاں ضرورت ہوئی تو دوسری کتب کا صرف اردو ترجمہ (بغیر متن) پیش کیا جائے گا۔ یا تائید کے طور پر ان کا حوالہ درج کر دیا جائے گا۔

شہادت عثمانؓ کے وقت باغی اور شورش پسند عنصر مدینہ پر چھایا ہوا تھا۔ انھوں نے شہر کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی۔ بہت سے صحابہ تو حج پر تشریف لے جا چکے تھے باقی دل شکستہ اور سہمے ہوئے تھے۔ پورے شہر کا نظم و نسق باغیوں میں سے ہی ایک شخص غافقی بن حرب کے ہاتھ میں تھا۔ یہی شخص ۵ دن تک امامت کے فرائض بھی انجام دیتا رہا۔ شر پسندوں کا یہ گروہ حضرت عثمانؓ کو شہید کر دینے تک تو متفق تھا لیکن آئندہ خلیفہ بنانے میں ان میں آپس میں اختلاف تھا۔ مصری حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے پر مصر تھے، کوفی حضرت زبیرؓ اور بصری حضرت طلحہؓ کو۔ لیکن ان تینوں حضرات نے انکار کر دیا۔ پھر یہ لوگ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ اہل شوریٰ سے ہیں زمام خلافت آپ سنبھال لیجیے۔ پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس جا کر یہی کچھ کہا۔ لیکن ان دونوں حضرات نے بھی صاف انکار کر دیا۔ (البدایہ ج ۷، ص ۲۲۶)

اس صورت حال سے ان شورشیوں کو یہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر ہم اس معاملہ کو یونہی چھوڑ کر واپس چلے گئے تو ہماری خیر نہیں۔ یہ سوچ کر حضرت علیؓ کے پاس آئے اور اصرار کیا اور اس گروہ کے سرخیل اشتر نخعی نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد دیگر افراد نے بھی بیعت کی۔ (البدایہ ج ۷، ص ۲۳۶)

---

لہ خود عبداللہ بن سبا مصر سے بھیس بدل کر مدینہ آیا اور اپنے چیلوں کو تاکید کی خلیفہ کے تقرر کے بغیر اپنے علاقوں کو ہرگز واپس نہ جائیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



طبری کی روایت کے مطابق جب حضرت علیؓ سے زمام خلافت سنبھالنے کو کہا گیا تو آپ نے فرمایا:۔

"میری بیعت خفیہ طریقے سے نہیں ہو سکتی۔ یہ مسلمانوں کی مرضی سے ہونی چاہیئے"

(طبری جلد ۴۔ صفحہ ۴۲۷)

اور ابن قتیبہ کی روایت کے مطابق آپ نے اس کو یوں جواب دیا:۔

"یہ اہل شوریٰ اور اہلِ بدر کا کام ہے جسے وہ منتخب کریں۔ وہی خلیفہ ہوگا۔ بس ہم جمع ہوں گے اور اس معاملہ پر غور کریں گے۔ (ابن قتیبہ۔ الامامۃ والسیاسۃ ج اصفحہ ۴۱)

لیکن ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ کی خواہش کے مطابق اہل شوریٰ اور اہل بدر کے جمع ہونے کا موقع میسر نہ آسکا اور اس کے بغیر ہی آپ خلیفہ چن لیے گئے۔ جیسا کہ دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

حضرت علیؓ سے بیعت کرنے کے بعد اشتر نخعی اور اس کے ساتھی حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور کہا بیعت کیجیے۔ انھوں نے پوچھا کس کی؟ کہنے لگے علیؓ کی۔ طلحہؓ نے پوچھا کیا شوریٰ نے جمع ہو کر اس کا فیصلہ کیا ہے؟ انھوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور کہنے لگے "بس چل کر بیعت کیجیے۔" انھوں نے پھر انکار کیا لیکن وہ بجبر ان کو وہاں سے لے گئے۔ (الامامۃ والسیاسۃ ج ا صفحہ ۴۲) اس واقعہ کی تائید میں طبری کی روایت بھی پیش کی جا چکی ہے۔

جیسا کہ حضرت علیؓ کے قول سے ظاہر ہے کہ انتخاب امیر اہل شوریٰ یا اہل بدر کا کام ہے جنھیں بالفاظ دیگر اہل حل وعقد یا اعیانِ ملت بھی کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت علیؓ کا انتخاب اہل شوریٰ کے بجائے عامیانہ دباؤ کے تحت ہوا تھا لہٰذا آپ کی خلافت کی آئینی حیثیت بھی زیر بحث رہی۔ کئی مقامات پر بہت سے لوگ بیعتِ علیؓ سے کنارہ کش رہے۔ شام تو کلیتہً حضرت علیؓ کی بیعت سے کنارہ کش رہا۔ مدینے سے بھی بہت سے افراد بیعت علی سے بچنے کے لیے شام چلے گئے تھے۔ (طبری ج ۴ صفحہ ۴۳۳، البدایہ ج ۷، صفحہ ۲۳۶، الکامل ج ۴ صفحہ ۱۹۲)

مصر، کوفہ اور بصرہ میں بھی ایک گروہ نے بیعتِ علی سے توقف کیا (ایضاً)

خود مدینے میں بیسیوں لوگوں نے بیعت نہیں کی جن میں جلیل القدر اصحاب رسول بھی تھے۔ علامہ ابن خلدون نے اپنے شہرۂ آفاق مقدمہ میں انتخاب علی کی تفصیل یوں لکھی ہے:۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



(مقدمہ ابن خلدون۔ فصل ولایت عہد ص ۳۷۸-۳۷۹ طبع بیروت ۱۹۶۱ء)

"شہادت عثمانؓ کے وقت لوگ مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے۔ سب حضرت علیؓ کی بیعت کے موقعہ پر حاضر نہ ہو سکے اور جو حاضر تھے ان میں سے بھی سب نے بیعت نہیں کی۔ بعض نے کی اور بعض نے اس وقت تک توقف کی روش اختیار کی جب تک لوگ ایک امام پر جمع نہ ہو جائیں (گویا ان کی نظر میں خلافت علیؓ خلفائے ثلاثہ کی طرح اجماعی نہ تھی۔ ان میں حضرت سعد، سعید، ابن عمر، اسامہ بن زید، مغیرہ بن شعبہ، عبداللہ بن سلام، قدامہ بن مظعون، ابو سعید خدری، کعب بن مالک، نعمان بن بشیر، حسان بن ثابت، زید بن ثابت، مسلمہ بن مخلد، فضالہ بن عبید اور ان جیسے دیگر اکابر صحابہ ہیں جنھوں نے بیعت نہیں کی تھی۔

(البدایہ والنہایہ ج ۵ ص ۲۲۶)

جو لوگ مدینے سے باہر دوسرے شہروں میں تھے انھوں نے بھی بیعت کرنے سے اس وقت تک اعراض کیا جب تک خون عثمانؓ کا مطالبہ پورا نہ ہو جائے اور جب تک مجلس شوریٰ خود کسی شخص کو خلیفہ منتخب نہ کرے۔ حضرت علیؓ کے متعلق یہ لوگ اگرچہ یہ خیال تو نہیں رکھتے تھے کہ وہ بھی خون عثمانؓ میں شریک ہیں تاہم قاتلین عثمانؓ کے معاملہ میں ان کے سکوت کو انھوں نے ان کی کمزوری اور سستی پر محمول کیا۔ حضرت معاویہؓ بھی حضرت علیؓ کو جو کچھ کہتے تھے اس کی بنیاد بھی حضرت علیؓ کا یہی سکوت تھا۔

خلافت علیؓ جس طرح بھی منعقد ہوئی ہو گئی لیکن منعقد ہو جانے کے بعد بھی اتفاق کی صورت پیدا نہ ہو سکی۔ اختلاف موجود رہا۔ حضرت علیؓ کا خیال تھا کہ ان کی بیعت منعقد ہو گئی ہے اور مدینہ جو شہر رسولؐ اور مسکن صحابہؓ ہے۔ وہاں کے باشندے ان پر مجتمع ہو چکے ہیں۔ اس لیے بیعت سے پیچھے رہنے والوں کے لیے اب بیعت ضروری ہو گئی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی مطالبہ قصاص کے متعلق ان کا کہنا تھا کہ اسے اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک ایک کلمہ (خلافت) پر لوگوں کا اتفاق و اجتماع نہ ہو جائے کیونکہ اس کے بغیر وہ طاقت ممکن نہیں جو اس کام کے لیے ضروری ہے۔

دوسرے حضرات کا یہ خیال تھا کہ جو صحابہ اہل حل و عقد ہیں وہ بیعت علیؓ کے وقت مدینہ میں نہ تھے یا ان کی تعداد قلیل تھی، وہ اس وقت دیگر شہروں میں متفرق تھے۔ ان کے بغیر یا ان کی قلیل تعداد کے ساتھ بیعت منعقد نہیں ہو سکتی، اس لیے بیعت ہی سرے سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



منعقد نہیں ہوئی۔ مسلمان تھوڑا انتشار میں ہیں۔ اس بنا پر ان کا کہنا یہ تھا کہ پہلے خون عثمان کا مطالبہ پورا کیا جائے۔ اجتماع علی الامام کا معاملہ دوسرے نمبر پر ہے۔ اس نقطۂ نظر کے لوگوں میں حضرت معاویہؓ، عمرو بن العاصؓ، ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت زبیرؓ، ان کے صاحبزادے حضرت عبداللہ اور حضرت طلحہؓ اور ان کے صاحبزادے محمدؒ، حضرت سعدؓ، حضرت سعیدؓ نعمان بن بشیرؓ، معاویہ بن خدیج اور ان کے علاوہ ان کے ہم رائے وہ اکابر صحابہ تھے جو مدینے میں بیعت علیؓ سے پیچھے رہے تھے۔"

حضرت علیؓ کی خلافت کی اس حیثیت کا احساس خود ان حضرات کو بھی تھا جو حضرت علیؓ کے قریب ترین رشتہ دار اور مصاحب تھے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن عباسؓ، انھوں نے حضرت علیؓ کو جب یہ مشورہ دیا کہ فی الحال حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ عاملین کو معزول نہ کیا جائے۔ اس وقت انھوں نے ایک وجہ یہ بھی بیان کی کہ اگر ان کو اس وقت معزول کر دیا گیا تو ممکن ہے کہ وہ آپ کی خلافت ہی کو چیلنج کر دیں اور کہیں کہ یہ خلافت ہی شوریٰ کے بغیر حاصل ہوئی ہے۔" (طبری ج ۳ صـ ۴۳۹) (الکامل ج ۳ صـ ۱۹۷)

جنگ صفین کے دوران جب وفد کے ذریعہ صلح کی بات چیت شروع ہوئی تو حضرت معاویہؓ کے وفد نے اس وقت بھی اسی بات کو حضرت علیؓ کے سامنے دہرایا تھا کہ آپ امر خلافت کو چھوڑ کر اسے شوریٰ کے حوالے کر دیں تاکہ لوگ اپنی مرضی سے جسے چاہیں خلیفہ منتخب کریں۔ (طبری جلد ۵ صـ ۷۳۷، الکامل جلد ۳ صـ ۲۹۱)

**ماحصل**:۔ حضرت علیؓ کو نہ تو اہل شوریٰ نے منتخب کیا۔ نہ مسلمانوں کی آزادانہ رائے کا اس سے کوئی تعلق تھا۔ یہ انتخاب ہنگامی حالات میں ہوا اور منتخب کرنے والا وہی باغی اور شورش پسند گروہ تھا جس کا دامن خونِ عثمان کے چھینٹوں سے داغدار تھا۔ تاہم یہ خلافت منعقد ہو گئی اور اسی طرح برحق ہے جیسے پہلے تین خلفاء کی برحق ہے۔ اگر جملہ اہل شوریٰ کو آزادانہ ماحول میسر آتا تو بھی حضرت علیؓ کے انتخاب کا غالب امکان تھا۔ جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے تقرر کے واقعہ سے واضح ہوتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



# انتخاب حضرت حسن رض

حضرت علیؓ کی وفات کے قریب آپ سے لوگوں نے کہا استخلف یعنی اپنا ولی عہد مقرر کر جائیے۔ آپ نے جواب میں فرمایا: "میں مسلمانوں کو اسی حالت میں چھوڑوں گا جس میں رسول اللہؐ نے چھوڑا تھا" (البدایہ ج ۸ ص ۱۳-۱۴)

۲۔ ثم قال ان مت فاقتلوه وان عشت فانا اعلم کیف اصنع بہ۔ فقال جندب بن عبد اللہ "یا امیر المومنین! ان مت نبایع الحسن؟" فقال: "لا آمرکم ولا انھاکم، انتم ابصر۔" (البدایہ والنہایہ ص ۳۲۷ ج ۷)

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا: اگر میں مر گیا تو اس قاتل کو قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں جانوں میرا کام۔ حضرت جندب بن عبداللہؓ نے کہا: "اے امیر المومنین! اگر آپ فوت ہو جائیں تو ہم حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں؟" فرمایا: "میں نہ تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں۔ تم خود بہتر سمجھتے ہو۔"

۳۔ بویع للحسن بن علی علیہ السلام بالخلافۃ وقیل ان اول من بایعہ قیس بن سعد قال لہ ابسط یدک ابایعک علی کتاب اللہ عزوجل وسنۃ نبیہ (طبری ج ۵ ص ۱۵۸)

حضرت حسنؓ بن علیؓ کی خلافت پر بیعت ہوئی اور کہتے ہیں کہ پہلا شخص جس نے بیعت کی وہ قیس بن سعد تھا۔ اس نے کہا اپنا ہاتھ اٹھائیے۔ میں آپ کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت پر بیعت کرتا ہوں۔"

# ضمنی مباحث

ہم نے خلفائے راشدین کی خلافت کے انعقاد سے متعلق حتی الامکان صحیح روایات اولین ماخذوں سے پیش کر دی ہیں۔ ان سے مندرجہ ذیل نتائج سامنے آتے ہیں۔

## ۱۔ آیا خلافت ایک انتخابی منصب ہے؟

**۱۔ استخلاف یا نامزدگی** | ا۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ پہلے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

© rasailojaraid.com